انجمن خدام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ
شمارہ نمبر 41
جون 2022ء بمطابق ذی القعدہ 1443ھ

آئینۂ انجمن

ماہنامہ
بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ
اسلامی، اصلاحی، علمی جریدہ

اہم موضوعات

- فرمانِ الٰہی و فرمانِ نبوی ﷺ
- اداریہ
- ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمدؒ
- اقتباس نگرانِ انجمن جناب شجاع الدین شیخ صاحب حفظہ اللہ
- زندگی نام ہے قربانی کا
- مگر جو جانِ انجمن تھا وہ کہیں چلا گیا!
- عشرہ ذی الحجہ (فضائل و اعمال)
- تاج رسالت کے انمول نگینے
- انجمن خُدّام القرآن سندھ کے تحت جاری تدریسی سرگرمیاں
- شعبۂ سمع و بصر

مرکزی دفتر انجمن خُدّام القرآن B-375 علامہ شبیر احمد عثمانی روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال کراچی
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

فرمانِ الٰہی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ لَہُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ؕ ذٰلِکَ ہُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۶۴﴾ (سورۃ یونس:62تا64)

ترجمہ:

آگاہ ہو جاؤ اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، وہ لوگ جو صاحب ایمان ہوں اور تقویٰ کی روش اختیار کریں، ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی بشارتیں ہیں اور آخرت میں بھی، اللہ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یہی تو ہے بہت بڑی کامیابی۔

تشریح:

یہ اولیاء اللہ کون لوگ ہیں؟ یہ کوئی علیحدہ نوع (Species) نہیں ہے اور نہ ہی اس کے لیے کوئی خاص لباس زیب تن کرنے یا کوئی مخصوص حلیہ بنانے کی ضرورت ہے بلکہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو ایمان حقیقی سے بہرہ مند ہوں ان کے دلوں میں یقین پیدا ہو چکا ہو اور وہ اللہ کے فضل و کرم سے درجہ احسان پر فائز ہو چکے ہوں انھیں اس آیت میں خوشخبری سنائی گئی ہے کہ ایسے لوگ خوف و حزن سے بالکل بے نیاز ہوں گے۔ بہر حال اس سلسلے میں یہ نکتہ لائق توجہ ہے کہ جو اللہ کا دوست ہو گا اس کے اندر اللہ کی غیرت و حمیت بھی ہو گی۔ وہ اللہ کے دین کو پامال ہوتے دیکھ کر تڑپ اٹھے گا۔ وہ اللہ کے شعائر کی بے حرمتی کبھی برداشت نہیں کرے گا۔ وہ اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لیے اپنا تن من دھن قربان کر دے گا گویا دنیا کی زندگی میں یہ معیار اور طرز عمل اولیاء اللہ کی پہچان ہے اگلی آیت میں مزید وضاحت فرمادی گئی کہ اولیاء اللہ وہ ہیں جو صاحب ایمان ہوں اور تقویٰ کی روش اختیار کریں ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی بشارتیں ہیں اور آخرت میں بھی اور یہی عظیم کامیابی ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیمَ إِنَّکَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیمَ إِنَّکَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ

عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ ﷺ إِنَّ اللہَ قَالَ مَنْ عَادَی لِی وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُہُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَیَّ عَبْدِی بِشَیْءٍ أَحَبَّ إِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْہِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِی یَتَقَرَّبُ إِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّی أُحِبَّہُ فَإِذَا أَحْبَبْتُہُ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِی یَسْمَعُ بِہِ وَبَصَرَہُ الَّذِی یُبْصِرُ بِہِ وَیَدَہُ الَّتِی یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِی یَمْشِی بِھَا وَإِنْ سَأَلَنِی لَأُعْطِیَنَّہُ وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِی لَأُعِیذَنَّہُ (صحیح بخاری)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہؓ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا؛اللہ تعالی کاارشاد ہے کہ جس نے میرے ولی (دوست) سے دشمنی کی تواس کے خلاف میرا اعلان جنگ ہے۔اگر میرا بندہ میرا قرب حاصل کرناچاہے تو فرائض کی ادائیگی سے زیادہ کوئی ذریعہ محبوب نہیں ہے (فرائض کی ادئیگی کے بعد) اگر میرا بندہ متواتر نوافل سے میرا قرب حاصل کرے تو میں اس سے محبت کرنے لگتاہوں اور جب میں اس سے محبت کرتاہوں تو میں اس کے کان (قوت سامعہ) بن جاتاجن سے وہ سنتاہے میں اس کی وہ آنکھیں (بینائی) بن جاتاہوں جن سے وہ دیکھتاہے اوراس کا وہ ہاتھ بن جاتاہوں جن سے وہ پکڑتاہے اوراس کا وہ پاؤں بن جاتاہوں جس سے وہ چلتاہے اوراگر مجھ سے سوال کر بیٹھے تواسے ضرور عطاکرتاہوں اوراگر مجھ سے پناہ مانگے تواسے ضرور پناہ دیتاہوں ۔"

تشریح:

یہ حدیث قدسی ہے اوراس میں ان بدنصیبوں کے حق میں وعید ہے جواللہ کے دوستوں سے دشمنی رکھتے ہیں۔دوسرااللہ کی محبت اوراس کی قربت کے لیے ذرائع کاذکرہے۔پہلی بات جسے رسول اکرم ﷺ نے اللہ کی طرف سے بہت زوردے کر فرمایاوہ یہ ہے کہ جس نے اللہ کے کسی ولی سے دشمنی کی اس کے خلاف اللہ کااعلان جنگ ہے اولیاءاللہ سے دشمنی رکھنا حقیقت میں اللہ سے جنگ کااعلان ہے۔ہونا یہ چاہیے کہ انسان اولیاءاللہ سے محبت کرے اس کے برعکس اللہ کے دشمنوں سے عداوت ہو۔اس وعید کے بعد اللہ نے اپنے قرب کے ذرائع بیان فرمائے کہ کس طرح انسان ولایت الہیٰ کے درجے پر فائز ہو سکتاہے۔اس میں سب سے پہلے فرائض کااہتمام اور حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کرکے اللہ کے قرب کاحصول اوراس کے بعد نفلی عبادات کے ذریعے اللہ کے مزید قرب کاحصول۔اس سے یہ بات بڑی واضح طورپر سامنے آتی ہے کہ اللہ کے تقرب اوراس کی ولایت کاراستہ صرف ان فرائض اور شرعی احکام پر عمل کرنے سے حاصل ہوتاہے جو رسول اکرم ﷺ کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں اوراس طریقے (قران وسنت) کے علاوہ جس نے بھی اللہ کی محبت اور قرب کادعویٰ کیاوہ اپنے دعوے میں جھوٹاہے بودااور کچاہے۔حدیث

کاآخری حصہ اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ اللہ نے فرمایا آدمی پیہم نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ حتی کہ میں اسے چاہنے لگتا ہوں اور جب میں اسے چاہنے لگتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، اس سے مراد محدثین نے یہ لی ہے کہ اولیاءاللہ کے اعضاء وجوارح اللہ کی رضا کے پابند ہو جاتے ہیں انسان درجہ احسان پر فائز ہو جاتا ہے وہ اللہ کی عبادت ایسے کرتا ہے گویا کہ اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے جب انسان قرب کے اس مقام تک پہنچ جاتا ہے تو اس کے بدن کا کوئی عضو اللہ کی ناراضگی میں استعمال نہیں ہوتا۔ ایسے مقرب الٰہی اور اولیاءاللہ کی دعاؤں کو اللہ کبھی رد نہیں کرتا۔

(شرح اربعین نووی چوہدری عبدالحفیظ)

اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم

- ایمان کی مثال درخت جیسی ہے جو عمدہ پانی سے بڑھتا ہے اور نفاق کی مثال پھوڑے جیسی ہے جو پیپ اور خون سے بڑھتا ہے۔ ایمان اور نفاق میں جس کی صفات غالب آجائیں گی وہی غالب آجائے گا۔ (حضرت حذیفہؓ)
- چیزوں کے بارے میں فضول سوالات سے پرہیز کریں اور یاد رکھیں کہ بعض دفعہ گھڑا کھودنے والا خود اسی میں جا گرتا ہے۔ (حضرت حسانؓ بن ثابت)
- انسان اس وقت تک متقی نہیں بن سکتا جب تک علم حاصل نہ کرے اور علم کے ذریعہ سے سے حسن وجمال تب حاصل ہو سکتا ہے جب اس پر عمل کرے۔ (حضرت ابودرداءؓ)
- بندے کو سب سے زیادہ جس عضو کو پاک کرنے کی ضرورت ہے وہ اس کی زبان ہے۔ (حضرت عبداللہ بن عمرؓ)
- جو قرآن کے تابع ہو گا اسے قرآن جنت میں کے باغوں میں لے جائے گا اور جو قرآن کو اپنے تابع کرے گا تو قرآن اسے گدی کے بل گرا کر آگ میں پھینک دے گا۔ (حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ)
- اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے بارے میں جان لیتے ہیں کہ وہ سچی نیت اور اللہ سے اجر کے حصول کے لئے عمل کر رہا ہے تو اس عمل کے راستے میں آنے والی رکاوٹوں کو اللہ تعالیٰ دور فرما دیتے ہیں۔ (حضرت عبداللہ بن عباسؓ)

اداریہ، مدیر تعلیم انجمن خدّام القرآن

وقت کی قدر و قیمت پہچانو!

ڈاکٹر محمد الیاس

زندگی کی اہمیت اور قدر و قیمت کسی اسپتال کے آئی سی یو میں بکھرتی سانسوں اور ڈوبتی دھڑکنوں کے ساتھ موت سے لڑتے مریض سے پوچھیں۔ ایک سال کی اہمیت اور قدر و قیمت امتحانات میں فیل ہونے والے کسی طالب علم سے پوچھیں جسے ایک سال دوبارہ اسی کلاس میں پڑھنا پڑے گا۔ ایک ماہ کی اہمیت اور قدر و قیمت قبل از وقت پیدا ہونے والے انکیوبیٹر میں سانس کھینچتے ہوئے بچے کے والدین سے پوچھیں جو اپنے بچے کی زندگی کی دعائیں کر رہے ہوتے ہیں۔ ایک ہفتہ کی اہمیت اور قدر و قیمت کسی ہفت روزہ جریدہ کے ایڈیٹر سے پوچھیں جو رات دن لگا کر بروقت جریدہ کی اشاعت کی کوشش کر رہا ہوتا ہے۔ ایک دن کی اہمیت اور قدر و قیمت اس مجرم سے پوچھئے جسے کل سولی پر چڑھا دیا جائے گا۔ ایک گھنٹے کی اہمیت اور قدر و قیمت آپریشن تھیٹر کے باہر اپنی بیٹی کی زندگی اور صحت کی دعائیں کرنے والی ماں سے پوچھیں۔ ایک منٹ کی اہمیت اور قدر و قیمت کسی تاخیر سے پہنچنے والے مسافر سے پوچھیں جس کے سامنے اس کی ٹرین یا بس اسے چھوڑ کر دور جا رہی ہو۔ ایک سیکنڈ کی اہمیت اور قدر و قیمت کسی حادثے میں بال بال بچ جانے والے خوش قسمت سے پوچھیں جو تیز سانوں اور کانپتے ہاتھوں سے اپنے جسم کو چھو کر اپنے صحیح سلامت بچ جانے پر حیرت زدہ ہو۔ ایک لمحہ کی اہمیت اور قدر و قیمت اولمپک کے مقابلے میں سلور میڈل جیتنے والے سے پوچھیں کہ جس نے ایک لمحہ کی تاخیر کے سبب گولڈ میڈل کا حق کھو دیا ہو۔

زندگی خود ایک وقت معین تک کی مہلت ہے جس میں کامیابی و ناکامی کا انحصار وقت کے صحیح یا غلط استعمال پر منحصر ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ وقت برباد کرنے والوں کو، وقت برباد کر کے چھوڑے گا۔ مقولہ ہے کہ حَیاتُكَ أَنفاسٌ تُعَدُّ فَكُلَّما مَضى نَفَسٌ أَنقَصتَ بِهِ جُزءاً آپ کی زندگی سانسوں کی تعداد ہے جب بھی آپ ایک سانس لیتے ہیں تو اتنا حصہ زندگی کا کم ہو جاتا ہے۔ وقت کی اہمیت اور قدر و قیمت کا ذکر قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ سورۃ المومنون میں اللہ تعالی نے فرمایا کہ کامیابی نکال لے گئے اہل ایمان جنہوں نے اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کیا اور جنہوں نے لغو کاموں سے اعراض کیا اور سورۃ العصر میں اللہ تعالی نے تیزی سے گزرتے ہوئے زمانے کی قسم کھائی گویا انسانوں کی زندگی بھی تیزی سے گزر رہی ہے۔ گھڑی کی ٹک ٹک بھی ایک پیغام دے رہی ہے کہ :

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی

گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو (۱) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے (۲) صحت کو بیماری سے پہلے (۳) خوشحالی کو تنگدستی سے پہلے (۴) فراغت کو مشغولیت سے پہلے (۵) زندگی کو موت سے پہلے (المستدرک علی الصحیحین)۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کے بارے میں دھوکہ میں رہتے ہیں یعنی صحت اور فراغت“ (بخاری)

وقت ایک ایسی شے ہے جسے نہ خریدا جاسکتا ہے، نہ ادھار لیا جاسکتا ہے، نہ جمع کیا جاسکتا ہے۔ وقت ایک کھلے نلکے سے بہتے پانی کی مانند ہے کہ ہمارے کام کا پانی وہ ہی ہے جو استعمال میں آجائے باقی پانی ضائع ہو جاتا ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ "میں صوفیاء کے ساتھ رہا ہوں اور ان کی دو ہی باتوں سے فائدہ اٹھایا ہے، میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا کہ :

"وقت تلوار ہے، یا تو تم اسے کاٹ دو یا وہ تمہیں کاٹ دے گی اور اپنے نفس کو حق میں مشغول کرو، ورنہ وہ تمہیں باطل میں مشغول کر دے گا۔"

ساتھیوں دنیا میں وہی قومیں ترقی اور کامرانی حاصل کرتی ہیں جو وقت کی قدر و قیمت سے آشنا ہوتی ہیں۔ وقت کا کوئی نعم البدل نہیں اسے بہتر طور پر استعمال کرنا سیکھ کر ہی ہم دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ آیئے ساتھیوں عہد کریں کہ ہم وقت کی قدر و قیمت پہچانیں گے اور وقت کی ناقدری نہیں کریں گے ۔ساتھیوں ویسے تو ٹائم لائن میں دو زمانے ہی واضح نظر آتے ہیں ایک ماضی (past) ہے جو مستقل بڑھ رہا ہے اور دوسرا مستقبل (Future) جو مسلسل کم ہو رہا ہے۔ لیکن اللہ نے حال ہمارے ہاتھ میں دیا ہے یہ اللہ کا انمول تحفہ (present) ہے اگر اس کے ایک ایک لمحہ کا ہم صحیح استعمال کر لیں تو نہ ماضی کا غم رہے گا اور نہ مستقبل کا خوف۔ ہدی خوان امت علامہ اقبال فرماتے ہیں

زمانہ کی یہ گردشِ جاودانہ

حقیقت ایک باقی فسانہ

کسی نے دوش دیکھا ہے نہ فردا

فقط امروز ہے تیرا زمانہ

زندگی ایک آئینہ ہے

ہماری زندگی ایک آئینہ خانہ ہے۔ یہاں ہر چہرے کا عکس بیک وقت سینکڑوں آئینوں میں پڑنے لگتا ہے۔ اگر ایک چہرے پر غبار آجائے تو سیکڑوں چہرے غبار آلود ہو جائیں گے۔ ہم میں سے ہر فرد کی زندگی محض ایک انفرادی واقعہ نہیں ہے۔ وہ پورے مجموع کا حادثہ ہے۔ دریا کی سطح پر لہر تنہا اٹھتی ہے لیکن اسی ایک لہر سے بے شمار لہریں بنتی چلی جاتی ہیں۔ یہاں ہماری کوئی بات بھی صرف ہماری نہیں ہوئی؛ ہم جو کچھ اپنے لیے کرتے ہیں اس میں بھی دوسروں کا حصہ ہوتا ہے۔ ہماری کوئی خوشی بھی ہمیں خوش نہیں کر سکے گی اگر ہمارے چاروں طرف غمناک چہرے اکھٹے ہو جائیں گے۔ ہم خود خوش رہ کر دوسروں کو خوش کرتے ہیں اور دوسروں کو خوش دیکھ کر خود خوش ہونے لگتے ہیں۔

غبارِ خاطر از مولانا ابوالکلام آزاد

حمد باری تعالیٰ

صد شکر کہ یوں وردِ زباں حمدِ خدا ہے

وہ سب سے بڑا، سب سے بڑا، سب سے بڑا ہے

اس کا کوئی ثانی، نہ مشابہ ،نہ مقابل

وہ سب سے جدا، سب سے جدا، سب سے جدا ہے

کافر ہو کہ مسلم ،کوئی مشرک ہو کہ مومن

وہ سب کا خدا، سب کا خدا، سب کا خدا ہے

وہ خالقِ کونین بھی، وہ رزّاق جہاں بھی

وہ ربّ عُلیٰ، ربّ عُلیٰ، ربّ عُلیٰ ہے

یہ رنگ ، یہ خوشبو ، یہ بہاریں، یہ فضائیں

سب اُس کی عطا ،اُس کی عطا، اُس کی عطا ہے

معراجِ عبادات بھی ، معراجِ سخن بھی

صرف اُس کی ثنا ، اُس کی ثنا، اُس کی ثنا ہے

اقبال لیے جاؤ سدا نام خدا کا

جو دل کی جِلا، غم کی دوا، دکھ کی شفا ہے

اقبال عظیم

بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نذرانۂ عقیدت

چاند تارے ہی کیا دیکھتے رہ گئے
اُن کو ارض و سماء دیکھتے رہ گئے

ہم درِ مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے
نور ہی نور تھا دیکھتے رہ گئے

جب سواری چلی جبرائیلِ امیں
صورتِ نقشِ پا دیکھتے رہ گئے

وہ گئے عرش پر اور روح الامیں
سدرۃ المنتہیٰ دیکھتے رہ گئے

نیک و بد پہ ہوا ان کا یکساں کرم
لوگ اچھا برا دیکھتے رہ گئے

وہ امامت کی شب وہ صفِ انبیاء
مقتدی مقتدا دیکھتے رہ گئے

ہم گنہگار تھے مغفرت ہو گئی
خود نگر پارسا دیکھتے رہ گئے

ہو کے گم اے نصیر اُن کے جلووں میں ہم
شانِ ربِ العُلیٰ دیکھتے رہ گئے

نصیر چشتی

ملفوظات صدر مؤسس انجمن خدّام القرآن

روحِ قربانی

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

ہر چیز کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن، نماز کا ایک ظاہر ہے یعنی قیام ہے، رکوع ہے، سجود ہے، قعدہ ہے۔ یہ ایک خول اور ڈھانچہ ہے۔ اس کا ایک باطن ہے یعنی توجہ اور رجوع الی اللہ، خشوع و خضوع، بارگاہِ رب میں حضوری کا شعور و ادراک، انابت، محبتِ الٰہی۔۔۔ نماز کی اصل روح اور جان تو یہی چیزیں ہیں۔

شوق اگر نہ ہو ترا میری نماز کا امام!

میرا سجود بھی حجاب میرا قیام بھی حجاب

اسی طرح اس بات کو سمجھ لیجئے کہ جانور کو ذبح کرنا اور قربانی دینا ایک ظاہری عمل ہے۔ یہ ایک خول ہے، اس کا ایک باطن بھی ہے اور وہ "تقویٰ" ہے۔ چناں چہ قرآنِ حکیم میں قربانی کے حکم کے ساتھ متنبہ کر دیا گیا کہ: "اللہ تک نہیں پہنچتا ان قربانیوں کا گوشت اور ان کا خون۔۔۔ ہاں اس تک رسائی ہے تمہارے تقویٰ کی۔" (الحج)

اگر تقویٰ اور روحِ تقویٰ موجود نہیں، اگر یہ ارادہ اور عزم نہیں ہے کہ ہم اللہ کے دین کے لیے اپنی مالی و جانی قربانی کے لیے تیار ہیں تو اللہ کے یہاں کچھ بھی نہیں پہنچے گا۔ یعنی ہمارے نامہ اعمال میں کسی اجر و ثواب کا اندراج نہیں ہوگا۔ کچھ گوشت ہم کھالیں گے۔ اس کا کچھ حصہ دوست احباب کو بھیج دیں گے۔ کچھ غربا میں تقسیم کر دیں گے۔ کھالیں بھی کوئی جماعت یا دارالعلوم والے لے جائیں گے۔ لیکن اللہ تک کچھ نہیں پہنچے گا اگر وہ روح موجود نہیں ہے۔۔۔ وہ روح کیا ہے؟ وہ تو اللہ کی طرف سے ڈالے گئے امتحان، آزمائش اور ابتلا میں استقامت اور کامیابی کا وہ تسلسل ہے جن سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی عبارت ہے۔

ہمارے لیے لمحہ فکریہ یہ ہے کہ ہم اپنے اپنے گریبانوں میں جھانکیں اور جائزہ لیں کہ واقعتاً ہم اللہ کی راہ میں اپنے جذبات و احساسات کی قربانی دے سکتے ہیں؟ کیا واقعتاً ہم اپنی محبوب ترین اشیاء اللہ کی راہ میں قربان کر سکتے ہیں؟ کیا واقعتاً ہم اللہ کے دین کی خاطر اپنے وقت کا ایثار اور اپنے ذاتی مفادات کی قربانی دے سکتے ہیں؟ اپنے دنیوی تعلقات، اپنے رشتے اور اپنی محبتیں اللہ اور اس کے دین کی خاطر قربان کر سکتے ہیں؟ اگر ہم یہ سب کر سکتے ہیں تو عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی بڑی مبارک ہے۔۔۔ لیکن اگر ہم اللہ کے دین کے لیے ایثار کرنے اور قربانی دینے کے لیے تیار نہیں تو جانوروں کی یہ قربانی محض ایک خول اور ڈھانچہ ہے۔ جو روح سے تہی ہے۔

اقتباس: عید الاضحیٰ اور فلسفہ قربانی

اقتباس نگرانِ انجمن خُدّام القرآن

تنظیم اسلامی اور سیاست

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

حکمرانوں سے یا ذمہ داروں سے یا سیاسی قائدین سے ملنے کا کیا فائدہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''حضرت تمیم داریؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''دین خیر خواہی ہے (آپ ﷺ نے یہ جملہ تین دفعہ فرمایا) ہم نے پوچھا کہ کس کے لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے آئمہ کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے'' (صحیح مسلم)

یہ خیر خواہی حکمرانوں کے ساتھ بھی ضروری ہے کیونکہ عام آدمی غلطی کرے تو اس کا اپنا نقصان ہے لیکن حکمران غلطی کرے تو پوری قوم کا نقصان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوا کرتے ہیں''۔ اگر وہ بادشاہ سیدھے ہو جائیں پوری قوم سیدھی ہو جائے گی۔ نصح و خیر خواہی کے ساتھ ہم یہ جمعہ کا خطبہ بھی دیتے ہیں عام دروسِ قرآن بھی کرتے ہیں، ہم اپنے گھر میں درس قرآن دیتے ہیں۔ الحمد للہ اسی جذبے کے تحت ہم معاشرے کے ذمہ داران، علماء، مفتیان کرام، سیاسی جماعتوں کے قائدین سے ملاقات کرتے ہیں۔ پھر معاشرتی و سماجی اعتبار سے کچھ بااثر طبقات ہوتے ہیں ان تک بھی بات پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین پر عمل کرنے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطاب جمعہ سے ماخوذ مورخہ 20 مئی 2022

حکمت و دانش

ایک غلط خیال پہلے پہل انسان کی قوتِ متخیلہ پر اثر انداز ہوتا ہے اور بعد ازاں اس کے قوائے عمل پر گرفت حاصل کرتا ہے۔ جونہی یہ ذہن میں داخل ہوتا ہے اسی لمحے وہ اس محبت پر نقب زنی کرتا ہے جو صحیح نصب العین کے لیے مختص ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ یہ خیال اتنا قوی ہو جاتا ہے کہ وہ انسان سے عملِ بد کروانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ چناں چہ ہونا یہ چاہئے کہ خیالِ فاسد کو ذہن میں آنے کے بعد فوراً ہی دبا دیا جائے، کیوں کہ دیر تک غلط سوچ کا ذہن پر مستولی ہونے کا نتیجہ عملِ بد کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ غلط سوچ اور فکر ہی ہمیشہ غلط کام کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ جس کو شیطانی وسوسے کے تحت کچھ وقت کے لیے ذہن میں گل کھیلنے کا موقع دے دیا جاتا ہے۔ اگر فکرِ بد کو تخیل کی سطح پر فوری طور پر ختم نہ کیا جائے تو یہ لازماً عملِ بد پر منتج ہوتا ہے۔ چناں چہ ایک مومن صادق کے خیال میں جونہی کوئی شیطانی وسوسہ آتا ہے وہ فوراً متوجہ ہو کر شعوری طور پر اسے اپنے ذہن و قلب سے نکال باہر کرتا ہے کیونکہ وہ ایک پل بھر کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینا نہیں چاہتا۔ ان مومنین صادقین کی یہ شان قرآنِ کریم نے اس طرح بیان کی ہے: (ترجمہ) ''حقیقت میں جو لوگ متقی ہیں (ان کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ) کبھی شیطان کے اثر سے کوئی برا خیال اگر انہیں چھو بھی جاتا ہے تو وہ فوراً چوکنّے ہو جاتے ہیں اور پھر انہیں صاف نظر آنے لگتا ہے (کہ ان کے لیے صحیح طریقِ کار کیا ہے)'' (الاعراف 201)

منشور اسلام از ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم

زندگی نام ہے قربانی کا

راحیل گوہر صدیقی

مسئول شعبہ تصنیف وتالیف (قرآن اکیڈمی لیٹین آباد، کراچی)

ایک مسلمان کے لیے قربانی کے معروف معنی اللہ کے جلیل القدر پیغمبر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنت کی تجدید کرنا ہے۔ اللہ کا وہ عظیم نبی جس کو آزمائشوں کی بھٹیوں سے گزار کر کندن بنایا گیا اور جس کے عوض اس کو امام الناس کا اعزاز عطا ہوا۔ اسی کی سنت کے احیاء کے لیے مسلمان ہر سال حج کے موقع پر اور جنہیں حج کی سعادت نصیب نہیں ہوئی ہے وہ اپنے اپنے مقام پر ہی قربانی کی یہ سنت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ حجِ بیت اللہ ارکانِ اسلام کا پانچواں ستون ہے اور اسی ستون سے جڑا دوسرا اہم جز جانوروں کی قربانی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

اور ان جانوروں کو ہم نے اسی طرح تمہارے تابع بنا دیا ہے تاکہ تم شکر گزار بنو۔ اللہ کو نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے، نہ ان کا خون، لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ ہم نے یہ جانور اسی طرح تمہارے تابع بنا دیے ہیں تاکہ تم اس بات پر اللہ کی تکبیر کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی۔ اور جو لوگ خوش اسلوبی سے نیک عمل کرتے ہیں انہیں خوشخبری سنا دو۔" (سورۃ الحج 36-37)

حج بیت اللہ کا بڑا مقصد اس واقعہ کی یاد تازہ کرنا ہے جس میں اللہ کے خلیلؑ نے ہر آزمائش میں پورا اتر کر اللہ کے حضور سرخروئی حاصل کی تھی۔ اور اس جلیل القدر باپ کے فرزند اسماعیل علیہ السلام باپ کی اس کڑی آزمائش میں شانہ بشانہ کھڑا تھا۔ اور یہ دونوں پدر و پسر آدابِ بندگی کی ایک انوکھی تاریخ کتابِ زیست کے اوراق میں لکھ رہے تھے۔

یہ تو وہ سنت ابراہیمیؑ ہے جو ساری دنیا کے مسلمان سال میں ایک بار ماہِ ذوالحجہ میں ادا کرتے ہیں۔ تاہم قربانی کے اس کینوس کو پھیلا کر دیکھا جائے تو یہ منظر سامنے آئے گا کہ ایک مسلمان کی تو پوری زندگی ہی قربانیوں کی ایک طویل داستان ہے۔ اس میں کئی بار اپنے احساسات، جذبات و نظریات کی قربانی دینا پڑتی ہے۔ سماجی سطح پر ماں باپ اولاد کی خاطر اور اولاد ماں باپ کی خاطر طرح طرح کی قربانیاں دیتے ہیں کبھی اپنے مفادات اور خواہشات اور اپنے حقوق کے گلے پر چھری پھیرنا پڑ جاتی ہے۔ اس دنیا میں کوئی کسی کا حق دینا نہیں چاہتا، اپنے حقوق سب کو یاد رہتے ہیں۔ پھر بھی دوسروں کے لیے اپنے حقوق قربان کر دینے والے اعلیٰ ظرفی کی مثال قائم کرتے ہیں۔

وطنِ عزیز میں اتحادِ باہمی کے طور پر انفرادی حقوق قربان کر دینے اور اجتماعیت کے مفادات اور اس کی فلاح کو ترجیح دینا بھی قربانی ہی کی ایک قسم ہے۔ اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے اپنے مال، جان اور اوقات کی قربانی بھی دینا پڑتی ہے، جس سے گریز کم از کم ایک مسلمان کے لیے تو ممکن ہی نہیں اور اس راہ میں اگر اپنی جان کا نذرانہ بھی دینا پڑے تو یہ قربانی کا اعلیٰ درجہ ہے۔

کتابِ زیست کے اوراق کھولیں تو ان پر درج قربانیوں کی وہ داستانِ رنج والم بکھری ہوئی نظر آئے گی جو اب سے پون صدی قبل ہمارے اسلاف نے وطنِ

عزیز پاکستان کے حصول کے لیے دی تھیں۔یہ قربانیاں وحشت و درندگی کو وہ خونچکاں صلیب ہے جو آج بھی ہماری تاریخ کے سینے میں گڑی ہوئی ہے۔طاغوتی طاقتوں کے ظلم و ستم کی وہ لرزہ خیز داستان ہے جسے لکھتے ہوئے بھی ہاتھ لزرتے ہیں۔اس وقت امت مسلمہ کا خون پانی سے بھی ارزاں ہو گیا تھا۔دوشیزاؤں کی قبائیں تار تار ہوئیں۔معصوم بچوں کو فضا میں اچھال کر خنجروں اور کرپانوں کی نوک پر روکا گیا۔نہتے نوجوانوں کے سینے چاقوؤں اور چھروں سے چیرے گئے۔یہ وہ اجتماعی قربانیاں تھیں جو وطنِ عزیز کی خاطر دی گئیں۔

آج بھی مسلمان طاغوتی قوتوں سے فکری،ذہنی اور جسمانی آزادی کے لیے دنیا کے کئی ممالک میں کوشاں ہیں۔کشمیر مسلمان مردوں،عورتوں اور بچوں کی قربان گاہ بنا ہوا ہے۔کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب برہمن سامراج کے وحشت و درندگی اور سفاکیت کے مناظر دیکھنے کو نہ ملتے ہوں۔آزادی کی جدوجہد کی پاداش میں انسانی جانوں اور عزتوں کی یہ قربانیاں نہ جانے کب تک دی جاتی رہیں گی۔کب ظلم کا گھور اندھیرا چھٹے گا۔کب سربیت کے بادل چھٹیں گے اور ایک گلرنگ صبح نمودار ہو گی؟یہ ایک سوالیہ نشان ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنے تئیں امن و سلامتی کے دعویدار ہیں۔وہ روشن خیال دانشور،سماجی اصلاح کی نام نہاد تنظیمیں،وہ مصلحینِ قوم جو کہتے نہیں تھکتے کہ انسانیت سکون و انبساط کی دہلیز تک آ پہنچی ہے،جمہوریت انسان کے تمام مسائل اور دکھوں کا مداوا ہے۔یہ کھوکھلے دعوے اور دلفریب بیانات کسی اور کے لیے ہوں تو ہوں،امت مسلمہ کے لیے تو بس خوف و دہشت،بلاوجہ مسلط کی ہوئی جنگیں،بے گھری،بے سکونی اور تباہی مقدر ہے۔

کچھ ایسے بے حس انسان بھی ہیں جو دعوے تو نہیں کرتے مگر انہوں نے جبر و استبداد کے یہ مناظر دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کر لی ہیں،ہونٹ سی لیے ہیں اپنی سماعتوں پر گہرے غلاف منڈ لیے ہیں اور اپنے دل کے دروازوں پر قفل ڈال دیے ہیں تاکہ کسی مظلوم و لاچار کی اذیت ناک چیخیں ان کے دل میں ارتعاش پیدا نہ کر دیں۔اور دل کی دنیا تھل پتھل ہو جائے،مگر ظلم کے خلاف آواز نہ اٹھانا بھی ظلم کے ہاتھ مضبوط کر دینے کے مترادف ہے۔

کچھ نہ کہنے سے بھی چھن جاتا ہے اعزازِ سخن
ظلم سہنے سے بھی ظالم کی مدد ہوتی ہے

اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

''اپنے بھائی کی مدد کرو،خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم''،پوچھا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مظلوم کی مدد تو سمجھ میں آتی،مگر ظالم کی مدد کیسے ہو گی؟آپؐ نے فرمایا:''ظالم کو اس کے ظلم سے باز رکھ کر۔'' (بخاری)

امت مسلمہ کی درماندگی،مغلوبیت اور بے چارگی کے سدباب کے لیے اپنی آواز کو اپنے گلے میں گھونٹ کر رکھنا اس ڈر سے کہ کہیں جبر و استحصال کی یہ تلوار ہماری گردن تک نہ آ پہنچے بزدلی ہے۔ایسے بزدل اور بے حس لوگوں کو یہ حقیقت پیش نظر رکھنی چاہیے کہ عذاب کی آندھی جب چلتی ہے تو نہ ظالم کو دیکھتی ہے نہ مظلوم کو،وہ سب کو خس و خاشاک کی طرح اڑا کر لے جاتی ہے۔۔جو لوگ حق کی خاطر قربانیاں دیتے ہیں وہ دنیا میں خواہ ناکام و نامراد سمجھے جائیں مگر اللہ کی نگاہ میں وہ انسانیت کی معراج پر ہوتے ہیں اور حق پرست مومن کے لیے اس سے بڑی اور افضل کوئی سعادت ہو ہی نہیں سکتی۔

قربانیوں کا یہ سلسلہ ابوالبشر آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ایک کی قربانی سے شروع ہوا تھا اور اس دنیا کے خاتمہ تک یہ سلسلہ یونہی جاری رہے گا۔ حق کے لیے آواز اٹھانے والے اللہ کے ولی اپنا کام کرتے رہیں گے، باطل کی قربان گاہوں میں اپنی گردنیں کٹا کر شہادت کے مرتبے پر فائز ہوں گے اور باطل کے چہرے اس کی ظلم و بربریت سے سیاہ ہوتے رہیں گے۔ قربانیاں اگر حق و صداقت کی خاطر ہوں تو وہ کبھی رائیگاں نہیں جاتیں۔ خونِ ناحق اپنا اثر ضرور دکھاتا ہے۔ ظالم اگر ظلم کرنے سے نہیں تھکتا تو اللہ کے مومن بندے آوازِ حق بلند کرنے سے باز نہیں آتے۔ انسانی تاریخ حق و باطل کی اس پنجہ آزمائی کی شاہد ہے۔ باطل بادیٔ النظر میں غالب نظر آتا ہے مگر انجام کار اصل غلبہ حق کا ہی ہوتا ہے۔ اس تاخیر میں قدرت کی کچھ مصلحتیں کارفرما ہوتی ہیں اور کچھ انسانوں کی اپنی کوتاہیاں اور غفلتیں۔ بقول اصغر گونڈوی،

یہاں کوتاہیٔ ذوقِ عمل ہے خود گرفتاری
جہاں بازو سمٹتے ہیں وہیں صیاد ہوتا ہے

کتاب رسول انقلاب ﷺ کا طریق انقلاب

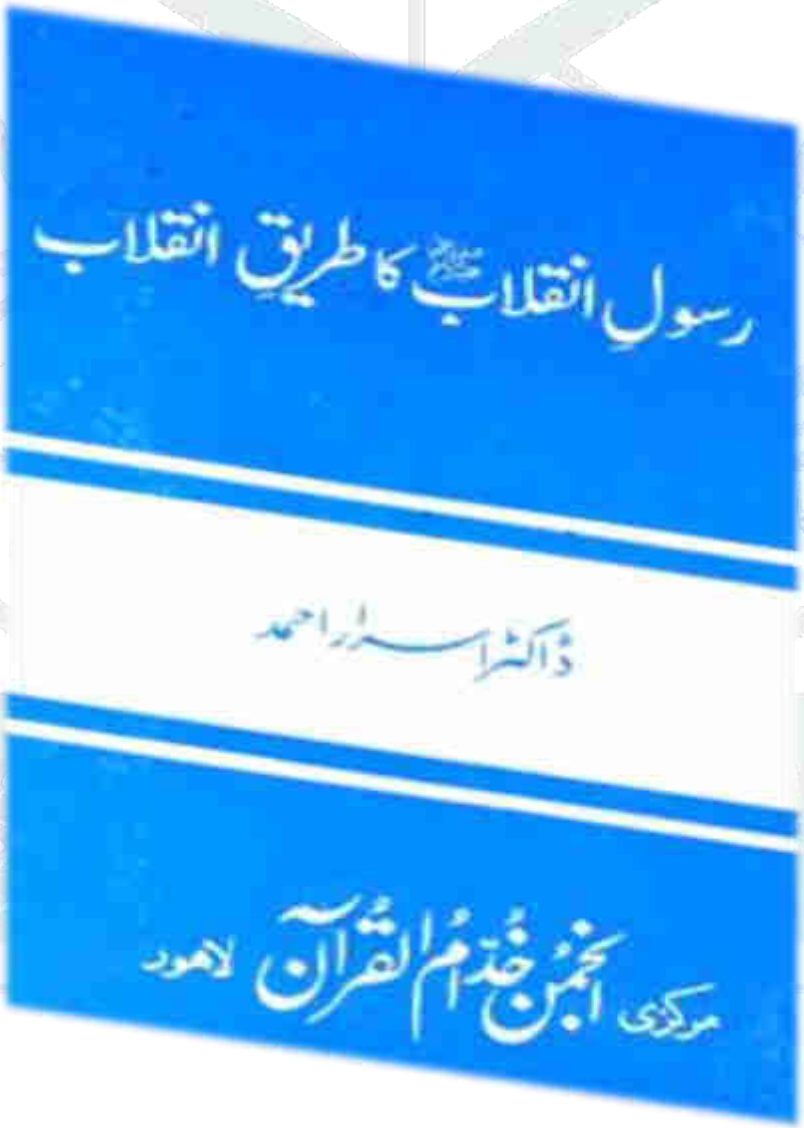

مگر جو جانِ انجمن تھا وہ کہیں چلا گیا!

انجینئر نعمان اختر

صدر انجمن خدّام القرآن سندھ کراچی

محترم قارئین مندرجہ ذیل تحریر ہفت روزہ ندائے خلافت (4تا10اگست 2015) میں ہمارے اس وقت کے مدیر قرآن اکیڈمی کورنگی وامیر حلقہ کراچی جنوبی اوراب صدر انجمن ونائب ناظم اعلیٰ جناب انجینئر سید نعمان اختر صاحب نے لکھی تھی۔استاذ محترم جناب حافظ نوید احمد رحمہ اللہ کو اگر بابائے انجمن خدّام القرآن، سندھ، کراچی کہا جائے تو شاید غلط نہ ہو کہ یہاں اکیڈمک ڈپارٹمنٹ میں آج بھی جتنے اساتذہ ہیں تمام ہی حافظ نوید احمد صاحب کے شاگرد ہیں۔23 مئی 2022 کو انتیسواں رجوع الی القرآن کورس کراچی وحیدرآباد ملا کر پانچ مقامات پر انجمن خدّم القرآن سندھ کے تحت شروع ہوا تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کراچی میں اس کورس کی بنیاد رکھنے والے حافظ نوید احمد رحمہ اللہ کا بھی کچھ ذکر نظر قارئین کیا جائے۔

مرکزی ناظمِ تعلیم وتربیت،استاذ محترم، شفیق روحانی والد،مزکی ومربی،خادم قرآن، بانیٔ تنظیمِ اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دیرینہ شاگرد محترم حافظ انجینئر نوید احمد صاحب 8ماہ ہڈیوں کے کینسر کی وجہ سے شدید تکلیف میں مبتلا رہنے کے بعد رضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون

شریکِ بزمِ دل بھی تھا،چراغ بھی اور پھول بھی

مگر جو جانِ انجمن تھا وہ کہیں چلا گیا

بلاشبہ ومبالغہ استاذ محترم نوید صاحب اپنی ذات میں ایک انجمن کی حیثیت رکھتے تھے اور کئی اعتبارات سے قابلِ رشک شخصیت کے مالک تھے۔ خاص طور پر جو حضرات قرآن کی خدمت کے طلب گار ہیں تو ان کے لیے تو واقعتاً مشعلِ راہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے فرمانِ مبارک "كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرِ سَبِيْلٍ" (بخاری) ''دنیا میں ایسے رہو جیسے اجنبی ہو یا راستہ عبور کرنے والے مسافر'' کے مصداق تھے۔اپنے اساتذہ کی عزت اپنے چھوٹوں پر شفقت،اپنے ہم عمر تحریکی ساتھیوں کی قدر کرنے والے تھے۔اپنے شاگردوں کو استاذ بنانے کے فن کے ماہر تھے۔27 نومبر 1985ء کو اقامت دین کی جدوجہد کے لیے تنظیمی قافلہ میں شامل ہوئے۔ کئی تنظیمی ذمہ داریوں پر فائز رہے۔داعیانہ تڑپ قابلِ رشک تھی۔مجھے انجینئرنگ کے بعد جاب پر لگے ابھی تقریباً دو سال ہی ہوئے تھے۔کہنے لگے کہ نعمان صاحب انجینئر تو بہت بن جائیں گے لیکن خادمِ قرآن کی قلت ہے۔آپ اپنے آپ کو انجمن خدّام القرآن کے لیے وقف کر دیں۔ میں ان کے دروسِ قرآنی سے پہلے ہی ذہنی طور پر تیار تھا۔ میں نے عرض کی کہ اگر آپ والد صاحب سے مل کر اجازت طلب کر لیں تو میں راضی ہوں۔والد صاحب سے ملاقات کر کے اُن کو راضی کرنے کی کوشش کی۔والد صاحب ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔اُن کے سامنے تو کچھ نہیں کہا لیکن نوید صاحب کے جاتے ہی مجھے ڈانٹ کر کہا کہ اس لیے 4سال انجینئرنگ کرائی تھی۔ بہر حال میں مایوس ہو کر نوید صاحب کے پاس گیا اور کہا کہ والد صاحب راضی نہیں ہوئے۔ لیکن یہ انہی کی خاص دعاؤں کا نتیجہ تھا کہ ایک ہفتہ بعد والد صاحب نے اجازت مرحمت فرما دی۔ یہ انہی کی محنت شاقّہ تھی کہ

کراچی کی سطح پر بہترین مدرسین تیار ہوئے۔ رجوع الی القرآن کی تحریک نے زور پکڑا اور دیکھتے ہی دیکھتے کراچی میں انجمن کے تحت دو اکیڈمیز اور کئی ذیلی مراکز قائم ہو گئے جہاں نوید صاحب کے بنائے ہوئے شاگرد تدریسی عمل جاری رکھے ہوئے ہیں اور اُن کے لیے صدقۂ جاریہ بن رہے ہیں۔ الحمد اللہ جوانی میں حفظِ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ 1994ء میں بانیٔ محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے ایک سرکاری ادارے .NR Tech کی ملازمت کو خیر باد کہہ کر ہمہ وقتی انجمن خدّام القرآن سندھ سے وابستہ ہو گئے۔ تصنیف و تالیف میں نوید احمد صاحب کی خدمات بھی گراں قدر ہیں۔ منتخب نصاب کے چھ حصّوں پر نکات مرتب کیے کہ جن کی مدد سے قرآن فہمی کورس میں منتخب نصاب کی تدریس میں بہت سہولت پیدا ہو گئی۔ پھر اُن کی چیدہ تصانیف میں ''چہرہ کا پردہ'' نامی کتاب کو عوام میں کافی مقبولیت حاصل ہوئی۔ "تمباکو نوشی کے مضر اثرات" تحریر کو بھی عوام میں پذیرائی ملی۔ پھر "ترجمہ برائے تدریس قرآن حکیم" کے نام سے سات جلدوں پر مشتمل قرآن حکیم کی طویل آیات کی مناسب حصّوں میں تقسیم کر کے اُس کا بیانیہ ترجمہ مع ذیلی عنوانات و خلاصۂ مضامین اُن کے تصنیفی کاموں میں بے مثال کاوش ہے جس نے دورۂ ترجمۂ قرآن کرنے والوں کے لیے بہت سہولت پیدا کر دی۔ اس کی دو جلدیں منظرِ عام پر آچکی ہیں اور ان شاء اللہ بقیہ جلدیں بھی جلد استفادے کے لیے دستیاب ہوں گی۔ اس تصنیف کی تکمیل میں اُنہوں نے جو دن رات ایک کیا اور جان گھلائی ہے وہ اُن کے قریبی ساتھی اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ 1978ء میں کورنگی کے علاقے میں منتقل ہوئے تو استاذ محترم مختار حسین فاروقی صاحب (مختار حسین فاروقیؒ بھی اب اس دارِ فانی میں نہیں رہے کی تاریخ وفات 13 ستمبر 2021) کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا۔ مختار صاحب کورنگی سے منتقل ہوتے ہوئے انتہائی حسین پودا نوید صاحب کی صورت میں لگا گئے۔ جو خوب برگ و بار لایا اور نوید صاحب کی انتھک کاوشوں سے کورنگی کے علاقے سے تنظیم و انجمن دونوں اداروں کے لیے بڑے قیمتی ذمہ دار اور اساتذہ فراہم ہوئے۔ کورنگی کی جامع مسجد طیبہ میں مختار صاحب کے بعد خطیبِ جمعہ کی ذمہ داری بڑی خوبی سے ادا کرتے رہے اور اپنے منفرد طرز کلام اور جوش خطابت کے گہرے نقوش محلّہ والوں پر چھوڑ گئے۔ اسی مسجد میں ہر جمعرات کو بعد نمازِ عشاء سلسلہ وار ترجمۂ قرآن کی سعادت بھی ادا کرتے رہے۔ مرکز میں ناظمِ تعلیم و تربیت کی ذمہ داری ملنے کے بعد یہ ذمہ داری راقم کے سپرد کی۔ مسجد کمیٹی کے صدر کی ذمہ داری بھی ادا کرتے رہے۔

پھر انجمن خدّام القرآن سندھ کے کاموں میں وسعت کے لیے ہر وقت فکر مند رہنا اور انتظام و انصرام کے لیے اُن کی کاوشیں بھی تعریف کے لائق ہیں۔ انجمن سندھ کے لیے دستور کو بنانے میں جو ذہنی و جسمانی صلاحیتیں مختلف ساتھیوں نے لگائیں اُن میں نوید صاحب کا بہت اہم اور بڑا کردار رہا۔ پہلی مرتبہ 1990 میں مسجد طیبہ میں دورۂ ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ الحمد اللہ 20 سے زائد مرتبہ رمضان المبارک کی ساعتوں میں دورۂ ترجمۂ قرآن مکمل کیے۔ انجمن خدّام القرآن سندھ کے تحت کراچی میں رجوع الی القرآن کورسز کے اجراء اور وسعت کا سہرا بھی استاد محترمؒ کو جاتا ہے۔ اس کورس کے نصاب کی تیاری، نصاب میں شامل کتب کی تسہیل اور خاص طور پر نصاب کو پڑھانے والے اساتذہ کو معیار کے مطابق تیار کرنا آپؒ ہی کی جاں گسل کاوشوں کا مظہر ہے۔ آپ نے اساتذہ کی تربیت کی اہمیت کے پیش نظر اکثر سینئر اساتذہ کی زیر نگرانی تربیتی نشستوں کا اہتمام فرمایا۔ یہ آپ کی توجہ اور محنتوں کا ثمرہ ہے کہ کراچی کے اکثر اساتذہ جو رجوع الی القرآن کورس سال اول و دوم میں، اسی طرح رمضان المبارک میں دورہ ترجمہ قرآن/خلاصہ مضامین قرآن کی محافل میں درس و تدریس کی ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں، وہ آپؒ ہی کے علمی و عملی فیضان سے مرتّقہ ہیں۔

کورسز میں دورانِ تدریس آپؒ کا منفرد اور مزاح سے پر انداز شرکاء میں بڑا مقبول تھا جو انہیں ثقیل مضامین کی تفہیم میں بہت سہولت فراہم کرتا تھا۔ یہ آپؒ کی تدریس کی سحر انگیزی تھی کہ آپؒ کی تدریس کے دوران شرکاء نیند سے دور اور تروتازگی کا احساس لیے گھنٹوں شریک رہتے۔ اپنی زندگی کا آخری دورہ امیر محترم (سابق امیر تنظیم جناب حافظ عاکف سعید صاحب حفظہ اللہ) سے اجازت لے کر اپنے آبائی گاؤں ہری پور میں اس نیت سے کرایا کہ اپنے اعزہ واقارب تک قرآن کی دعوت کے ذریعے کوئی تحریک پیدا ہو جائے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اُن کی نیت میں برکت ڈال دے اور اُن کی کاوشوں سے اُس جگہ کوئی دینی حرکت پیدا ہو جائے۔

اگر آپ سورۂ فرقان میں بیان کردہ عباد الرحمٰن کے اوصاف پر نگاہ ڈالیں تو سارے ہی اوصاف نوید احمد صاحب کی شخصیت میں نظر آتے ہیں۔ راتوں کو زندہ کرنے والے، لغویات سے پرہیز کرنے والے، اپنے اوقات کا بہترین استعمال کرنے والے، کم پر راضی رہنے والے، گلی ہو، محلہ ہو، مسجد ہو ہر ایک کے مسائل میں دلچسپی لے کر اُن کو حتی المقدور حل کرنے کی سعی فرماتے تھے۔ فارغ اوقات میں اپنی زبان کو آیاتِ الٰہی سے تر رکھنے والے تھے۔ اُن کی خدمتِ قرآن کی وجہ سے میری بڑی خواہش تھی کہ میں اُن کا ماتھا چوموں لیکن استاذ کے ادب کی وجہ سے یہ خواہش اُن کی زندگی میں تو پوری نہ ہو سکی لیکن اللہ نے آپ کے انتقال کے بعد یہ خواہش پوری فرما دی۔

حالیہ سالانہ اجتماع (2015 بمقام بھاولپور) کا مرکزی موضوع اور اُس کے لیے پوری ترتیب اور مضامین کے چناؤ کی ذمہ داری بحیثیتِ ناظمِ تعلیم و تربیت ادا کی۔ اجتماع میں بیماری کے باعث شریک نہ ہو سکے لیکن امیر محترم نے نوید احمد صاحب کی تحسین کرتے ہوئے جو الفاظ ادا کیے وہ واقعتاً بڑے قابلِ رشک تھے کہ "جس طرح مصعب بن عمیرؓ نے اپنی جوانی میں قرآنِ حکیم کی خدمت کی یہ جوش وجذبہ اور خادمِ قرآن کے اوصاف نوید احمد صاحب میں نظر آتے ہیں اور وہ آج اس اجتماع میں نہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ ہم سب سے بڑھ کر اجر لے گئے ہیں۔" جس دن ہم سالانہ اجتماع سے واپس کراچی لوٹے تو اُسی شام میں نوید صاحب کے پاس گیا اُس وقت آپ آغا خان ہسپتال میں ایڈمٹ تھے تو میں نے امیرِ محترم کے یہ تحسینی کلمات اُن کے سامنے رکھے تو بڑی عاجزی سے فرمایا کہ بندہ تو اس رتبہ کے قابل نہیں بس اللہ محنتوں کو قبول کر لے۔

اللہ پر توکل واعتماد بھی خوب تھا۔ جب انہیں کینسر کے مرض سے متعلق تفصیل سے آگاہ کر دیا گیا تو آخری سانس تک کبھی بھی اس بیماری کے ضمن میں گفتگو نہیں کی۔ کینسر کی تشخیص کے لیے ایک ٹیسٹ ہونا تھا جس میں انجیکشن کے ذریعہ سے ہڈی کا گودہ نکالنا تھا جو بڑا تکلیف دہ مرحلہ ہوتا ہے۔ ٹیسٹ کے بعد فرماتے تھے کہ جب ڈاکٹر نے کہا کہ اب ہم ایک انجیکشن ہڈی میں ڈالیں گے جس سے تکلیف ہو گی آپ کو تھوڑا برداشت کرنا ہو گا تو کہتے ہیں کہ اُس وقت اللہ نے قرآنِ حکیم کی ایک آیت ذہن میں ڈال دی کہ "كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ" اس کو میں دہراتا رہا جس سے تکلیف کی شدت کا احساس نہ ہوا الحمد للہ۔ دوائیوں کے اثرات کی وجہ سے جب غنودگی میں ہوتے گھر والوں اور قریبی ساتھیوں نے دیکھا کہ اُس کیفیت میں قرآنِ حکیم کے دروس اُن کی زبان سے جاری رہتے۔ کبھی تنظیمی ساتھیوں کے نام پکار کر اُن سے ملاقات کر رہے ہیں اور دینی نصیحتیں فرما رہے ہیں۔ واقعی جو شے انسان کے اندر رچی بسی ہو وہی اس کیفیت میں انسان کی زبان پر جاری ہوتی ہے۔ شدید تکلیف میں بھی جو بھی ساتھی عیادت کے لیے آتا تو جو اُن کے اندر مزاح کا پہلو تھا اُس کو محسوس کرتا۔ عیادت کرنے والے کو بڑا مطمئن کر کے واپس کرتے ملنے والا کوئی شکوہ وشکایت زبان پر نہ پاتا۔

23 مارچ 2015ء کو اُنہوں نے اپنی وصیت اپنے بڑے صاحبزادے حماد الرحمٰن کو لکھوائی۔ واقعتاً ایک بندۂ مومن کی جو وصیت ہونی چاہیے اُن کی وصیت اُسی کا عکاس تھی۔ ساتھ ہی گزارش کی کہ میری طرف سے تمام رفقاء واحباب سے گزارش کر دی جائے کہ اگر زندگی میں اُن کی ذات سے کسی کو بھی تکلیف پہنچی ہو تو اللہ کے لیے اُن کو معاف کر دیا جائے۔ ساتھ ہی یہ بھی تاکید کی کہ جنازے اور تدفین میں دیر نہ کی جائے۔

نوید احمد صاحب یکم نومبر 1962ء، شبِ جمعہ کے وقت پیدا ہوئے اور جمعۃ الوداع کو رمضان المبارک کی مبارک ساعتوں میں نمازِ جمعہ کے دوران روح پرواز کی۔ الحمد اللہ مشورہ کے بعد اسی دن بعد نمازِ عصر نماز جنازہ ہوئی اور مغرب سے پہلے پہلے 29 ویں روزہ کو رمضان المبارک کی مقدس ساعتوں میں ہی تدفین مکمل ہو گئی روزہ افطار کرنے سے پہلے قیمتی اوقات میں قبرستان میں اُن کے لیے دعاؤں کا اہتمام ہوا۔ استاذ محترم کے جنازے میں رفقاء واحباب کی ایک بہت بڑی تعداد موجود تھی اور ہر ایک جنازے کو دیکھ کر رشک کر رہا تھا۔ جس نے بھی چہرے کو دیکھا وہ تعریف کیے بغیر نہ رہ سکا۔ واقعتاً اقبال نے جو بندۂ مومن کی موت کی تصویر کشی کی ہے وہ اُس کا مصداق تھے کہ :

نشانِ مردِ مومن با تو گویم

چوں مرگ آید تبسم بر لب است

''کیا میں تمہیں مردِ مومن کی نشانی بتاؤں کہ جب اسے موت آتی ہے تو اُس کے لبوں پہ مسکراہٹ آجاتی ہے''۔

اُن کی بیماری کے بعد جن رفقاء واحباب نے دل کی گہرائیوں کے ساتھ اُن کے لیے دعا فرمائی اور ساتھ ہی اُن کی خدمت کی تو اپنی زندگی میں نوید صاحب اُن کے لیے دعا اور شکریہ کا اہتمام فرماتے تھے۔ خاص طور پر ڈاکٹر ناصر اور ڈاکٹر نجیب نعمت اللہ صاحبان کی خدمات کی بڑی تحسین فرمایا کرتے تھے کہ جنہوں نے بہت خلوص وجذبہ سے لوجہ اللہ اُن کی ہر طرح سے معاونت کی ہم رفقاء بھی اُن کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں اور اللہ سے امید ہے کہ ایک بندۂ مومن کے لیے جو خدمات انہوں نے دیں ہیں اللہ اُن کے حق میں اُن کاوشوں کو ضرور توشۂ آخرت بنائے گا ان شاءاللہ۔

نوید احمد صاحب اپنے درس کے بعد دعا کے اختتام میں یہ الفاظ ضرور دو دفعہ دہراتے تھے کہ "اے اللہ اس حال میں موت عطا فرما کہ تُو ہم سے راضی ہو"۔ مجھے یقین ہے کہ جو بھرپور زندگی دینی خدمت میں اور خادمِ قرآن کی حیثیت سے انہوں نے گزاری ہے تو سورۃ الفجر کی آخری آیات کے مصداق وہ مطمئن جان کی صورت میں اپنے خالقِ حقیقی کی طرف لوٹے ہوں گے ان شاءاللہ۔

يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (27) ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (28) فَادْخُلِي فِي عِبَادِي (29) وَادْخُلِي جَنَّتِي (30)

اللہ سے امید ہے کہ جس تکلیف میں اُن کی جان نکلی ہے اس مرض کے طفیل اُس نے انہیں شہادت کا رُتبہ عطا فرمایا ہو گا ان شاءاللہ۔ اللہ اُن کی خطاؤں و لغزشوں سے درگزر فرمائے قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنائے اور ان کی دینی خدمات کا بہترین اجر عطا فرمائے آمین یارب العالمین۔

عشرہ ذی الحجہ (فضائل واعمال)

عاطف محمود
ناظم تعلیم قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

اللہ رب العزت نے بہت سے اوقات و جگہوں میں بقیہ کی نسبت زیادہ برکت رکھی ہے لہٰذا علماء فرماتے ہیں کہ ان اوقات و جگہوں میں بقیہ کی نسبت نیک اعمال کا ثواب زیادہ ملتا ہے نیز ان میں بقیہ کی نسبت برے اعمال کا وبال بھی عام دنوں کی نسبت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔انہی اوقات میں ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن بھی ہیں۔ جن کی فضیلت قرآن حکیم میں اور خاص طور پر احادیث نبویہ میں اتنی وارد ہوئی ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین یہ گفتگو ملتی ہے کہ آیا ذی الحجہ کا پہلا عشرہ زیادہ افضلیت کا حامل ہے یا رمضان المبارک کا آخری عشرہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ گو حاصل کلام یہی ہے کہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ بقیہ تمام ایام سے افضل ہے اور اس کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ اس عشرہ میں شب قدر کی عظیم رات وارد ہوئی ہے جس میں عبادت ہزار راتوں کی عبادت سے افضل ہے۔البتہ اس کے بعد تقریباً سب کا اتفاق ہے کہ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ بقیہ ایام سے افضل ہے۔البتہ بعض اہل علم کے نزدیک رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی راتیں افضل ہیں اور ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کے دن افضل ہیں۔

قرآن حکیم میں عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت یوں وارد ہوئی ہے:

وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ (سورۃ الفجر 2-1)

قسم ہے فجر کے وقت کی۔اور دس راتوں کی

حضرت عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور متعدد تابعین کے مطابق اس سے ذی الحجہ کی پہلی دس راتیں مراد ہیں (ابن جریر، مظہری، در منثور و بغوی)

احادیث میں ان دس راتوں سے مراد ذی الحجہ کی دس راتیں ہیں کیونکہ ان دس راتوں کی احادیث میں بہت سی فضیلتیں آئی ہیں۔ یہ دس دن حجاج کرام کے لیے خاص طور پر بڑے ہی انقلابی اور جذباتی ہوتے ہیں۔ذی الحجہ کی پہلی تاریخ ہی سے ہر حاجی پر ایک خاص کیفیت طاری ہونا شروع ہو جاتی ہے۔اس کے ہر عمل میں ایک خاص جوش و خروش پیدا ہو جاتا ہے اور ہر طرف ایک عجیب سی چہل پہل شروع ہو جاتی ہے۔ یہ کیفیات بڑھتی چلی جاتی ہیں یہاں تک کہ منیٰ کی پر نور راتوں کے بعد جب 9 ذی الحجہ یعنی عرفہ کا دن شروع ہو جاتا ہے تو ہر ایک آنکھ آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہے۔

ہر شخص ساری دنیا سے بے پروا اپنے اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا نظر آتا ہے۔لاکھوں حاجیوں پر جب نظر پڑتی ہے تو بادشاہ ہو یا ایک عام آدمی، سرمایہ دار ہو یا غریب سب ایک ہی لباس میں ہر طرف موتیوں کی طرح بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ سب کا لباس ایک، جذبہ ایک اور نعرہ ایک لبیك اللهم لبیك۔

میدان عرفات سے جب تمام حاجی مزدلفہ میں کھلے آسمان کے نیچے اللہ کی یاد میں مشغول نظر آتے ہیں تو ایک قیامت کا منظر ہوتا ہے۔

دس ذی الحجہ کو جب یوم النحر شروع ہوتا ہے تو ہر ایک حاجی ایک نئے جذبے سے سرشار ہوتا ہے۔اس دن کوئی شیطان سے نفرت کے اظہار کے لیے کنکریاں مارتا نظر آتا ہے، کوئی جانوروں کو ذبح کر رہا ہے، کوئی سر کے بال منڈوا رہا ہے، کوئی طواف زیارت کی طرف بے تابانہ بڑھا چلا جا رہا ہے۔

(تفسیر بصیرت قرآن، مولانا محمد آصف قاسمی)

اسی طرح سورۃ الکوثر کی دوسری آیت میں ہے:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (سورۃ الکوثر2)

پس آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے رب کے لیے نماز پڑھا کیجیے اور قربانی کیا کیجیے۔

اس آیت میں اکثر مفسرین کے نزدیک نماز سے مراد نمازِ عید ہے۔ کیونکہ عیدالاضحی کے دن پہلے نماز ادا کی جاتی ہے اور پھر قربانی پیش کی جاتی ہے۔ چنانچہ عشرہ ذی الحجہ کی ایک بڑی فضیلت اس اعتبار سے بھی ہے کہ اس عشرہ میں عیدالاضحی اور قربانی جیسی عظیم عبادات ہیں بلکہ حج کے اکثر ارکان بھی اسی عشرہ میں ادا کیے جاتے ہیں۔

اللہ رب العزت نے دین اسلام کی تکمیل کا اعلان بھی اسی عشرہ میں کیا چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (سورۃ المائدۃ3)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر (ہمیشہ کے لیے) پسند کر لیا۔

یہ عظیم آیت کہ جس میں اس بات کا علان ہے کہ اللہ رب العزت نے دین اسلام کی تکمیل فرمادی جو کہ اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت بھی ہے 9 ذی الحجہ ،جمعہ کے دن نازل ہوئی۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلافت کے زمانہ میں ایک یہودی نے آپ سے کہا کہ یہ آیت جس میں دین کے مکمل ہونے کی خبر دی گئی ہے اتنی بڑی آیت ہے کہ اگر یہ ہم پر اترتی تو ہم اس کے اترنے کے دن کو عید کا دن مناتے اور اس پر خوشی کا اظہار کرتے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تمہیں کیا پتہ ہے جس دن یہ آیت اتری، اس دن ہماری دو عیدیں تھیں ایک یہ کہ یہ دن جمعہ کا تھا اور دوسرے عرفہ کا دن، یہ دونوں دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی قبولیت کے دن ہیں۔ (تفسیر ربانی، مفتی اصغر علی ربانی)

ذی الحجہ کا مہینہ ان چار مہینوں میں بھی شامل ہے جن کو حرمت والے مہینے کہا جاتا ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَاۗفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَاۗفَّةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ (سورۃ التوبۃ36)

”حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ مہینے ہے۔ جو اللہ کی کتاب (یعنی لوح محفوظ) کے مطابق اس دن سے نافذ چلی آتی ہے جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ ان (بارہ مہینوں) میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں، یہی دین (کا) سیدھا سادہ (تقاضا) ہے، لہٰذا ان مہینوں کے معاملے میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو“۔

حرمت والے مہینوں میں ایک تو جنگ و جدال و لڑائی جھگڑا کرنا جائز نہیں ہے۔ دوسرا اس کا مفہوم مفسرین یہ بیان فرماتے ہیں کہ ان مہینوں میں خصوصی طور پر برے اعمال سے اجتناب بھی ضروری ہے کیونکہ ان کے گناہ کا وبال عام دنوں کے مقابلے میں زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ لہذا شعوری طور پر کوشش کرنی چاہیے کہ ان مہینوں میں اللہ رب العزت کی نافرمانی والے اعمال سے بچا جائے اور نیک اعمال زیادہ سے زیادہ کیے جائیں۔

ان آیات کی روشنی میں عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت نہایت نمایاں ہو کر سامنے آئی۔ آیئے اب چند احادیث مبارکہ کی روشنی میں اس عشرہ کی اہمیت کو دیکھتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان دنوں کی فضیلت اپنے کئی ارشادات سے واضح فرمائی ہے اور ان دنوں میں نیک اعمال کو کثرت کے ساتھ کرنے کی ترغیب و تشویق بھی دلائی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

ان افضل ایام الدنیا ایام العشر (الترغیب والترھیب)

''دنیا کے تمام دنوں میں دس دن (عشرہ ذی الحجۃ) سب سے افضل ہیں''۔

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ يَعْنِي أَيَّامَ الْعَشْرِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ

(سنن ابی داؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"کوئی دن ایسا نہیں جس میں نیک عمل اللہ کے یہاں ذی الحجہ کے دس دنوں کے عمل سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ کیا جہاد بھی ان کے برابر نہیں؟ آپ نے ﷺ نے فرمایا ہاں مگر وہ شخص جو جان ومال لے کر جہاد کے لیے نکلے اور پھر ان میں کوئی بھی واپس نہ آئے یعنی جان ومال قربان کردے''۔

ان دو احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہو کر سامنے آئی کہ ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں میں کیے گئے اعمال اللہ رب العزت کو پورے سال کیے گئے اعمال کے مقابلے میں پسندیدہ ہیں اور ان کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان دنوں میں کیے گئے نیک اعمال سے جہاد فی سبیل اللہ جیسا عظیم اور چوٹی کا عمل بھی افضل نہیں۔

اسی طرح ان دنوں میں بھی دس ذی الحجہ کا دن افضل ترین دن ہے چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

إِنَّ أَعْظَمَ الأَيَّامِ عِنْدَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَوْمُ النَّحْرِ ثُمَّ يَوْمُ الْقَرِّ (سنن ابی داؤد)

''اللہ رب العزت کے نزدیک سب سے زیادہ عظمت واحترام والا دن یوم النحر (دس ذی الحجہ قربانی کا دن) ہے پھر اس کے بعد گیارہ ذی الحجہ کا دن ہے''۔

عرفہ کا دن بھی انتہائی فضیلت کا حامل ہے جو کہ نو ذی الحجہ کے دن ہوتا ہے۔ اس کی فضیلت میں حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللَّهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ (صحیح مسلم)

''اللہ تعالی یوم عرفہ سے زیادہ کسی اور دن میں اپنے بندوں کو آگ (جہنم) سے آزادی نہیں دیتا''۔

قرآن حکیم اور احادیث نبویہ کی روشنی میں عشرہ ذی الحجہ کی اتنی اہمیت وفضیلت ہمارے سامنے آئی کہ جتنی فضیلت اور کسی دن اور وقت کو حاصل نہیں ہے اس کی ایک وجہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ یوں تحریر فرماتے ہیں:

''عشرہ ذی الحجہ کی امتیازی شان کا بظاہر یہی سبب معلوم ہوتا ہے کہ ان مبارک ایام میں نماز، روزہ، صدقہ، حج اور قربانی جیسی عظیم عبادات اکھٹی ہو جاتی ہیں اور ایسا سال کے دیگر دنوں میں نہیں ہوتا''۔ (فتح الباری، جلد دوم)

اسی طرح اس عشرہ کی اہمیت کو نمایاں کرتے ہوئے حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''رمضان المبارک کی آخری دس راتیں ذی الحجہ کی پہلی دس راتوں سے افضل ہیں۔ اس لیے کہ اس میں لیلۃ القدر ہے جو تمام راتوں کی سردار ہے اور ذی الحجہ کے پہلے دس دن رمضان المبارک کے آخری دس دنوں سے افضل ہیں کیونکہ ان دنوں میں یوم عرفہ واقع ہوا ہے جو کہ تمام دنوں میں اشرف وافضل ہے''۔

(مجموع الفتاوی)

اس عشرہ کی بے شمار فضیلت اور اہمیت کے بعد جو اگلی بات ہم نے سمجھنی ہے کہ اس عشرہ میں کون کون سے نیکی کے اعمال کیے جائیں۔ تو نوٹ فرمالیں کہ ان دنوں میں معمول کے اعمال کو زیادہ خصوصیت اور اہمیت کے ساتھ سر انجام دینا چاہیے۔ مثلاً نمازوں میں خصوصیت کے ساتھ فرائض کے علاوہ نوافل کا اہتمام بقیہ دنوں کے مقابلہ میں زیادہ اہتمام کے ساتھ ادا ہونے چاہییں۔ خاص طور پر اشراق، چاشت اور نماز تہجد۔ اسی طرح صدقہ و خیرات کا بھی خصوصی اہتمام کیا جانا چاہیے۔ توبہ واستغفار کا بھی اہتمام ہونا چاہیے، گناہوں سے شعوری اور خصوصی طور پر اجتناب ہونا چاہیے۔ نیز روزوں کا اہتمام بھی ہونا چاہیے۔ اگر استطاعت ہو تو حج و عمرہ اور قربانی کا اہتمام بھی ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ قرآن حکیم کی تلاوت کا اہتمام بھی ہو اگر ساتھ ساتھ ترجمہ تفسیر کا مطالعہ بھی ہو جائے تو نور علی نور ہو جائے گا۔ نیز کثرت کے ساتھ درود شریف بھی وردِ زباں ہو تو ان شاء اللہ العزیز مفید رہے گا۔ البتہ کچھ اعمال اس عشرہ کے ساتھ خاص ہیں جن کا خصوصیت کے ساتھ احادیث میں ذکر آیا ہے وہ اعمال یہ ہیں:

ا۔ تسبیحات و تکبیرات کا اہتمام:

عشرہ ذی الحجہ میں کثرت کے ساتھ تسبیحات و تکبیرات نیز ذکر اللہ کی تلقین کی گئی ہے۔ اور اس عمل میں مرد و عورت، امام و مقتدی، شہری و دیہاتی سب شامل ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے

مَا مِنْ أَيَّامٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ وَلَا أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنَ الْعَمَلِ فِيهِنَّ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ فَأَكْثِرُوا فِيهِنَّ مِنَ التَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ (مسند أحمد)

"کوئی دن ایسا نہیں جس میں نیک عمل اللہ کے یہاں ذی الحجہ کے دس دنوں کے عمل سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہوں پس ان ایام میں کثرت سے لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ کا ورد کیا کرو"۔

ان تکبیرات کا اہتمام کب سے کب تک کیا جائے اس کے بارے میں فقہ حنفی کے علماء کہتے ہیں کہ عرفہ کے دن یعنی 9 ذی الحجہ کی فجر سے 13 ذی الحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد قدرے بلند آواز سے ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے۔ خواتین آہستہ آواز کے ساتھ پڑھیں گی۔ ان کے لیے بھی یہ واجب ہے۔ اور اکیلے نماز پڑھنے والے حضرات کے لیے بھی یہ واجب ہے۔ خواتین گھر میں نمایاں جگہ پر کارڈ وغیرہ لکھ کر آویزاں کر لیں تاکہ یاد رہے۔ اہل حدیث حضرات کے نزدیک اس کا نہ کوئی متعین وقت ہے اور نہ ہی کوئی متعین تعداد ہے۔ اس عشرہ کے دوران کسی بھی وقت ان کو پڑھا جا سکتا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اقوال کی رو سے راجح ترین موقف یہ ہے کہ تکبیرات کا آغاز نو ذی الحجہ کی صبح سے لے کر تیرہ ذی الحجہ کی عصر تک ہے"۔ (فتح الباری، جلد دوم)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تمام اوقات میں ہر ایک مرد و عورت، صحت مند و بیمار، مسافر و مقیم کے لیے تکبیرات کہنا مستحب ہے۔ امام بخاری لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں بازار کی طرف نکل جاتے اور تکبیرات پڑھتے پھر لوگ بھی ان کے ساتھ تکبیرات پڑھتے۔

احناف کے نزدیک تکبیرات تشریق کے یہ الفاظ افضل ہیں:

اللہ أکبر اللہ أکبر لا إله إلا الله والله أكبر الله أكبر ولله الحمد (فتح الباری لابن حجر، کتاب العیدین، باب فضل العمل فی أیام التشریق)

اہل حدیث حضرات کے نزدیک تکبیرات تشریق کے یہ الفاظ افضل ہیں:

اللہ أکبر کبیراً وسبحان اللہ وبحمدہ بکرۃ وأصیلاً (فتح الباری لابن حجر، کتاب الآذان، باب الکلام إذا أقیمت الصلاۃ)

۲۔ بال اور ناخن وغیرہ نہ کاٹنا:

جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اس کے لیے مستحب ہے کہ ذی الحجہ کا چاند دیکھنے سے لے کر قربانی کرنے تک جسم کے کسی حصہ کے نہ بال کاٹے اور نہ ہی ناخن تراشے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

إِذَا رَأَيْتُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ (صحیح مسلم)

''جب تم میں سے کوئی ذی الحجہ کا چاند دیکھ لے تو اسے چاہیے کہ قربانی کرنے تک اپنے بالوں اور ناخنوں سے رکا رہے''۔

احناف کے نزدیک یہ عمل مستحب ہے جبکہ حنابلہ اور اہلحدیث حضرات کے نزدیک بال وغیرہ کاٹنا حرام ہے۔امام شافعیؒ اسے مکروہ تنزیہی کہتے ہیں۔

جو قربانی کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ بھی یہی کرے تو عند اللہ ماجور ہوگا۔ کیونکہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں قربانی کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "تم نہ ناخن کاٹو اور نہ بال کاٹو جب لوگ قربانی پیش کر دیں تو تم اپنے ناخن اور بال کاٹ لینا تمہارے لیے یہی قربانی ہو جائے گی (یعنی تمہیں بھی اس عمل کا اجر مل جائے گا)۔" (سنن ابی داؤد)

۳۔ حج وعمرہ کی ادائیگی:

عشرہ ذی الحجہ میں حج وعمرہ کی عبادت انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ جس شخص پر حج فرض ہو گیا ہے اسے چاہیے کہ جلد از جلد اس فریضہ سے سبکدوش ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ (صحیح بخاری)

''ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیان کے (گناہوں) کے لیے کفارہ ہے اور حج مبرور (مقبول حج) کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں''۔

۴۔ عشرہ ذی الحجہ کے روزے:

اس عشرہ میں نبی اکرم ﷺ کی خاص تاکید ہے کہ ان ایام کو روزوں کے ساتھ گزارا جائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ أَيَّامٍ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ أَنْ يُتَعَبَّدَ لَهُ فِيهَا مِنْ عَشْرِ ذِي الحِجَّةِ يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ وَقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ القَدْرِ (سنن ترمذی)

''اللہ رب العزت کو عشرہ ذی الحجہ میں جتنے نیک اعمال محبوب ہیں اتنے اور کسی دن میں نیک اعمال پسندیدہ نہیں۔ ذی الحجہ کے دنوں کے روزہ کا ثواب سال بھر کے روزوں کے برابر اور ان دنوں کی ایک رات کی عبادت کا ثواب شبِ قدر کی عبادت کے برابر ہے''۔

فقہاء کے نزدیک ذی الحجہ کے ابتدائی آٹھ دن کے روزے رکھنا مستحب عمل ہے اور حدیث میں اس کا بڑا ثواب آیا ہے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ کے چار کام گنوائے ہیں جو آپ ﷺ کثرت کے ساتھ کیا کرتے تھے اور ان کو ترک نہیں فرماتے تھے۔اور وہ یہ ہیں:

۱۔ عاشورا کا روزہ ۲۔ ایام بیض کے روزے ۳۔ عشرہ ذی الحجہ کے روزے ۴۔ فجر کی سنتیں (سنن نسائی)

الغرض پورے عشرہ ذی الحجہ کے روزے رکھنا علاوہ دس ذی الحجہ کے انتہائی پسندیدہ عمل ہے۔اور نبی اکرم ﷺ نے اس کی خصوصی ترغیب دی ہے۔

البتہ یہ روزے نفل ہیں اور ایک نفلی روزہ کا ثواب حدیث میں بہت آیا ہے چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَعَّدَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا (صحیح بخاری)

''جو شخص اللہ رب العزت کے لیے ایک نفلی روزہ رکھتا ہے تو اللہ رب العزت اس کے اور جہنم کے درمیان ستر سال کا فاصلہ ڈال دیتے ہیں''۔

۵۔ نوذی الحجہ کا روزہ:

عرفہ کا دن بڑی فضیلت کا حامل ہے کیونکہ اس دن تمام حجاج میدان عرفات میں جمع ہوتے ہیں جو کہ حج کا رکنِ اعظم ہے۔ اور پہلے تذکرہ آچکا کہ اس دن اللہ رب العزت جتنے لوگوں کو جہنم سے آزادی کا پروانہ جاری فرماتے ہیں اتنے اور کسی دن میں لوگ جہنم سے چھٹکارا نہیں پاتے۔ اس دن رسول اللہ ﷺ روزہ رکھنے کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ نوذی الحجہ کا روزہ رکھنا مسنون ہے اور احادیث میں اس دن روزہ رکھنے کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نو ذی الحجہ کا روزہ مستقل رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَصُومُ تِسْعَ ذِى الْحِجَّةِ وَيَوْمَ عَاشُورَاءَ وَثَلاَثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ أَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ وَالْخَمِيسَ (سنن ابی داؤد)

''رسول اللہ ﷺ نوذی الحجہ، عاشورا اور ہر مہینے ایام بیض کے روزے رکھا کرتے تھے''

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے نوذی الحجہ کے روزہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

صيام يوم عرفة أحتسب على الله أن يكفر السنة التي قبله والسنة التي بعده (صحیح مسلم)

''یوم عرفہ کے دن روزہ کے بارے میں مجھے اللہ رب العزت کی ذات سے امید ہے کہ یہ گزشتہ اور آئندہ سال کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا''۔

یہ خیال رہے کہ یہاں گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں۔ کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ ایک سوال اور کیا جاتا ہے کہ ذی الحجہ کون سا والا پاکستان والا یا سعودی عرب والا۔ تو جاننا چاہیے کہ آپ جس مقام پر ہیں اس کا اعتبار ہوگا۔ اللہ کے لیے کیا مشکل ہے کہ وہ بیک وقت ہر جگہ اور ہر وقت اپنی برکات کا نزول فرمائے وہ زمان و مکان سے پاک ہے۔ جس طرح نماز آپ یہاں کے اوقات کے اعتبار سے پڑھتے ہیں روزے یہاں کے اعتبار سے رکھتے ہیں عید یہاں کے اعتبار سے مناتے ہیں۔ اسی طرح عرفہ کا روزہ بھی اپنے علاقہ کے حساب سے رکھیں گے۔

۶۔ نماز عید کی ادائیگی:

ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ نماز عید ادا کرے کیونکہ یہ واجب ہے۔ اور بچوں کو بھی ساتھ لے کر جائے۔ اس کے بعد خطبہ سننا بھی واجب ہے۔

۷۔ قربانی کرنا:

دس ذی الحجہ کے دن اللہ رب العزت کو قربانی سے زیادہ اور کوئی عمل پسند نہیں ہے۔ بعض دانشور قربانی کے حوالے سے غلط فہمی پھیلاتے ہیں اور قربانی کے عمل کو فضول سمجھتے ہیں اور اس کی جگہ لوگوں کی فلاح و بہبود کے کاموں کی ترغیب دلاتے ہیں۔ نوٹ کر لیں کہ اس دن اگر لاکھوں روپے بھی قربانی کی جگہ صدقہ و خیرات کر دیے تب بھی وہ عمل قربانی سے افضل نہیں ہوگا۔ اس دن قربانی کا عمل ہی اللہ رب العزت کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ باقی رہا صدقہ و خیرات اور لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے خرچ کرنا تو وہ ضرور کریں لیکن قربانی کے بجائے صدقہ و خیرات کے عمل پر پیسہ لگا دینا درست عمل نہیں ہے۔ قربانی کا عمل اپنی جگہ واجب رہے گا، لہذا اس کی فکر بھی ہونی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ، إِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ القِيَامَةِ بِقُرُونِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَظْلاَفِهَا، وَأَنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ مِنَ الأَرْضِ، فَطِيبُوا بِهَا نَفْسًا (سنن ترمذی)

''قربانی والے دن اللہ رب العزت کو جانور کا خون بہانے سے زیادہ کوئی عمل پسند نہیں۔ قیامت کے دن قربانی کے جانور اپنے سینگوں، کھروں اور ناخنوں کے ساتھ لائے جائیں گے۔ قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ رب العزت کے ہاں قبولیت کا درجہ پالیتا ہے لہٰذا خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو''۔

تاج رسالت کے انمول نگینے (خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ)

محمد ارشد

استاذ قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

"اے علی! کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ تمہارا مجھ سے وہی تعلق ہے جو موسیٰؑ کا ہارونؑ سے تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں" (ابن ماجہ)

"مجھے اس ذات کی قسم جس نے اناج اور نباتات کو پیدا کیا کہ رسول ﷺ نے مجھ سے بطورِ عہد فرمایا کہ تم سے نہیں محبت کرے گا مگر مومن اور نہیں بغض رکھے گا مگر منافق۔" (مشکوٰۃ بحوالہ: مسلم)

"میں کل جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا، وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں۔" (متفق علیہ)

"جس کا میں دوست ہوں اس کا علی بھی دوست ہے" (سنن ترمذی)

اللہ کے نبی کریم ﷺ کو دعوت حق دیتے ہوئے تقریباً تین سال کا عرصہ گزر چکا تھا کہ اللہ سبحانہ کی جانب سے حکم آیا:

ترجمہ: "اے اللہ کے نبی کریم ﷺ اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو خبردار کیجیے۔" (الشعراء۔214)

اس حکم خداوندی کی تعمیل میں اللہ کے نبی مکرم ﷺ نے خاندان بنو ہاشم کو کھانے پر مدعو کیا، کھانے کے بعد آپ ﷺ نے ان کو توحید کی دعوت دی اور اپنی رسالت کا اعلان کیا۔ یہ دعوت سن کر گویا کہ پورے خاندان بنو ہاشم کو سانپ سونگھ گیا محفل میں سناٹا چھا گیا اس عالم میں ایک تیرہ سال کا بچہ کھڑا ہوا اور اس نے کہا اگرچہ میں عمر سب سے چھوٹا ہوں اور میری ٹانگیں بھی پتلی ہیں اور میری آنکھیں بھی دکھتی ہیں لیکن میں آپ ﷺ کا ساتھ دوں گا۔"

اس کم سن بچے کی زبان سے ان پر اعتماد اور عزیمت سے بھرپور الفاظ کا سننا تھا کہ اکابرین بنی ہاشم ٹھٹے مارنے اور طنز و استہزا کرنے لگے کہ یہ ہیں وہ جو دنیا بدلنے نکلے ہیں۔ لیکن تاریخ نے گواہی دی کہ اس کم سن نے جو کہا وہ کر دکھایا۔ وہ واقعی رسول اللہ ﷺ کا دست و بازو بنا اور ہر موقع پر اس نے نبی مکرم ﷺ کا ساتھ دیا۔ اس محفل ضیافت میں یہ الفاظ جس ہستی نے ادا کیے یہ ہیں سیدنا علیؓ ابن ابی طالب جو کہ داماد رسول ﷺ بھی ہیں، حافظ و قاری قران بھی ہیں، کاتب وحی بھی ہیں، اسد اللہ واسد الرسول ﷺ بھی ہیں اور فاتح خیبر بھی ہیں۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی ولادت باسعادت عام الفیل سے انتیس برس بعد اور بعثت نبوی ﷺ سے دس برس پہلے ماہ رجب کی تیرہویں تاریخ کو بروز جمعہ ہوئی۔ آپؓ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے ہاشمی النسب تھے۔ والد کا نام ابو طالب اور والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد تھا۔ ابو طالب نبی کریم ﷺ کے حقیقی چچا تھے۔ اور نبی کریم ﷺ کو اپنی اولاد سے زیادہ چاہتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد جناب ابو طالب نے ہر موقع پر قریش کے مقابلے میں نبی کریم ﷺ کی حمایت و حفاظت کی اور چچا ہونے کا حق ادا کر دیا۔ ابو طالب نے اپنے نومولود بیٹے کا نام زید رکھا تھا لیکن چونکہ ابو طالب کی مالی حالت اچھی نہ تھی اس لیے نبی کریم ﷺ نے

بچپن ہی میں اس بچہ کو اپنی سرپرستی میں لے لیا اور اپنی طرف سے اس کا نام علی رکھا تاریخ میں وہ اسی نام سے مشہور ہوئے۔ حضرت علیؓ کی عمر دس سال تھی کہ نبی کریم ﷺ پر ظہور نبوت ہوا، جن اولین لوگوں کو نبی کریم ﷺ نے اپنی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی ان میں جناب حضرت علیؓ بھی تھے انھوں نے عرض کی کہ میں اپنے والد سے مشورہ کر کے جواب دوں گا لیکن اگلے ہی دن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اللہ تعالی نے مجھے باپ سے مشورہ کیے بغیر پیدا کیا ہے۔ پھر میں اس کی عبادت کے لیے باپ سے مشورہ کیوں لوں ؟آپ مجھے اپنا دین سکھایئے۔ کم سن سیدنا علیؓ کی عام پرورش و تربیت تو پہلے ہی خانہ رسالت ﷺ میں نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہؓ کے دامن شفقت و محبت میں ہو رہی تھی۔ اب پوری توجہ سے اسلامی تعلیم و تربیت کا آغاز ہوا اور جناب نبی کریم ﷺ کا فیضان صحبت تھا کہ حضرت علیؓ نے کبھی کسی بت کے آگے سر نہیں جھکایا اور نہ ہی کبھی ان اخلاقی برائیوں میں ملوث ہوئے جو کفار و مشرکین میں عام تھیں۔ آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت کا فیضان تھا کہ اسلام کے محاسن اخلاق آپؓ کے قلب اطہر میں پوری آب و تاب کے ساتھ منعکس ہوئے۔ آپؓ کا قول ہے کہ "نبی اکرم ﷺ پیر کو مبعوث ہوئے اور میں منگل کو ایمان لایا"۔ 23-22 سال کی عمر تک مکہ میں نبی کریم ﷺ کی رفاقت و تربیت حضرت علیؓ کو حاصل رہی اس دوران بہترین دینی، اخلاقی، روحانی تعلیم و تربیت کے علاوہ جنگی فنون میں بھی آپؓ نے مہارت حاصل کی اور دعوت و تبلیغ کی سرگرمیوں میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے۔

10 نبوی کو نبی کریم ﷺ نے عام الحزن قرار دیا اس لیے کہ دنیاوی لحاظ سے دو بہت بڑے سہارے جناب ابو طالب اور ام المومنین سیدہ خدیجہؓ۔ شفیق و مہربان چچا اور وفا شعار، ہمدرد و غمگسار زوجہ کی رفاقت آپ ﷺ کو حاصل نہ رہی اور مشرکین مکہ کی ایذا رسانیاں حد سے بڑھ گئیں۔ اس عالم میں ہجرت کا حکم آیا اور مسلمان مدینہ کی طرف ہجرت کرنے لگے۔ آخر میں نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ اس حال میں ہجرت فرمائی کہ مشرکین مکہ آپ ﷺ کو شہید کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے انہی بدبختوں کی کچھ امانتیں نبی کریم ﷺ کے پاس تھیں آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ آج رات حضرت علیؓ بستر رسول ﷺ پر آپ ﷺ کی چادر اوڑھ کر سو جائیں اور امانتیں واپس کر کے مدینہ آجائیں۔ جان جانے کے شدید خوف کے باوجود حضرت علیؓ نے حکم نبوی ﷺ کی اطاعت کی اور بستر رسول ﷺ پر سونے کی سعادت عظمیٰ حاصل کی۔ کچھ دن کے بعد حضرت علیؓ امانتیں واپس کر کے مدینہ روانہ ہو گئے۔ مدینہ پہنچ کر مسجد نبوی کی تعمیر سے لے کر فتح مکہ تک ایک بڑی فعال اور سرگرم زندگی سیدنا علیؓ نے گزاری اور تمام غزوات میں شجاعت، دلیری، جانبازی اور پامردی کے جوہر دکھائے اور اسد اللہ کا لقب لسان رسالت ﷺ سے پایا۔

غزوہ بدر کے بعد نبی کریم ﷺ نے اپنی سب سے محبوب صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی شادی حضرت علیؓ سے کر دی، شادی کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا! "بیٹی میں نے خاندان کے بہترین شخص کے ساتھ تمھاری شادی کی ہے" اس شادی کے لیے ضروری سامان کی فراہمی سیدنا علیؓ نے اپنی زرہ بیچ کر کی۔ زہد و قناعت کا عالم یہ تھا کہ شادی کہ موقع پر یہ جو سامان خریدا گیا تھا عمر بھر اس میں کوئی اضافہ نہ ہوا۔ حضرت فاطمہؓ سے تین صاحبزادے حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور حضرت محسنؓ اور دو صاحب زادیاں حضرت ام کلثومؓ اور حضرت زینبؓ پیدا ہوئیں۔ محسنؓ بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ باقی چاروں نے اسلامی تاریخ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ حضرت فاطمہؓ کی حیات میں حضرت علیؓ نے دوسری شادی نہیں کی۔

سورہ توبہ کی ابتدائی آیات جب نازل ہوئیں تو ان میں شامل احکام کی اہمیت کے پیش نظر نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو مکہ روانہ کیا تاکہ حج کے موقع پر آپؓ یہ آیات سارے عرب کو سنا دیں اور اعلان کر دیں کہ آئندہ سال سے کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا۔ فتح مکہ کے بعد نبی کریم ﷺ نے سیدنا علیؓ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تقرر

کے وقت آپؓ نے عرض کی ، "آپ مجھے جس قوم کی طرف بھیج رہے ہیں اس میں مجھ سے زیادہ تجربہ کار اور عمر رسیدہ لوگ ہوں گے۔ان کے معاملات کا فیصلہ کرنا میرے لیے مشکل ہوگا۔"نبی کریم ﷺ نے سیدنا علیؓ کے سینے پر دست مبارک رکھا اور دعا فرمائی۔"اے اللہ! علیؓ کی زبان کو راست گو بنادے اور اس کے دل ہدایت کے نور سے منور کردے۔"

یمن میں آپؓ کی تقرری کے دوران ہی نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع کے لیے تشریف لے گئے سیدنا علیؓ بھی قربانی کے سواُونٹ لے کر یمن سے مکہ پہنچ گئے۔حجۃ الوداع سے واپسی پر راستہ میں کچھ لوگوں نے سیدنا علیؓ کے بارے میں کچھ نازیبا باتیں کیں۔جناب نبی کریم ﷺ نے غدیر خم نامی گاؤں میں پڑاؤ ڈالا اور خطبہ ارشاد فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا:

"جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؓ بھی مولا ہے۔جو علیؓ کا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے۔اے اللہ جو علیؓ سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ۔"

12 ربیع الاول 11ھ کو نبی کریم ﷺ رفیق اعلیٰ سے جاملے۔اللہ کے نبی کریم ﷺ کو غسل دینے کی سعادت بھی سیدنا علیؓ کو حاصل ہوئی۔نبی کریم ﷺ کی رحلت کے بعد خلفائے ثلاثہ سے سیدنا علیؓ کے مثالی تعلقات رہے۔آپؓ اپنے پیشرو تینوں خلفاء کے دست و بازو بنے اور ہر موقع پر بہترین خدمات انجام دیں۔سیدنا عمرؓ فرماتے تھے کہ "علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔"

سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے بعد 24 ذی الحجہ 35ھ میں سیدنا علیؓ کی بیعت خلافت ان حالات میں ہوئی کہ سبائی فتنہ اچھی طرح عالم اسلام میں اپنے پنجے گاڑ چکا تھا آپؓ کا پورا دور خلافت سبائی سازشوں کے تحت خانہ جنگی میں گزرا۔لیکن اس پورے دور میں آپؓ کا کردار خلیفہ راشد کا رہا۔آخر کار 40ھ کے رمضان المبارک میں کوفہ کی جامع مسجد میں "بدترینِ خلائق،ابن ملجم نے زہر میں بجھی تلوار سے آپؓ پر حملہ کیا۔ تلوار آپؓ کی پیشانی پر پڑی اور سر کو کاٹتی ہوئی دماغ تک پہنچ گئی۔ابن ملجم کو لوگوں نے پکڑ لیا۔آپؓ نے اپنے صاحبزادوں سے فرمایا:"ابن ملجم کو اچھی طرح رکھا جائے،اچھا کھانا دیا جائے،نرم بستر دیا جائے۔اگر میں اس زخم سے جانبر نہ ہو سکا تو جان کا بدلہ جان ہے۔ قاتل کو ایسا ہی زخم لگا کر قتل کر دینا جیسا زخم اس نے لگایا ہے،کوئی ظلم و زیادتی نہ کرنا کیونکہ اللہ کو ظلم و زیادتی کرنے والے پسند نہیں۔اگر میں بچ گیا تو اس معاملے پر غور کروں گا،معاف کر دوں گا یا قصاص لوں گا۔

زخمی ہونے کے بعد سیدنا علیؓ دو دن زندہ رہے اور اتوار کی صبح اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔دنیا افضل الخلائق سے محروم ہو گئی۔

اخذ کردہ: عشرہ مبشرہ (مصنف: بشیر ساجد)

آداب حملۃ القرآن

خادمین قرآن کے آداب

وينبغي أن يبذل لهم النصيحة، فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :

(الدين النصيحة قلنا: لمن يا رسول الله ﷺ قال لله ولكتابه ولرسوله ولأئمة المسلمين وعامتهم (رواه البخاري ومسلم)

عالم دین کو چاہیے کہ وہ طالب علمِ دین کو نصیحت کرتا رہے کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ دین نصیحت ہے۔ ہم نے عرض کیا کس کے لیے، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی کے لیے اور اس کی کتاب کے لیے اور اس کے رسول ﷺ کے لیے اور مسلمانوں کے حکمرانوں کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے۔ (مسلم)

ومن النصحية لله تعالى ولكتابه إكرام قارئه وطالبه وإرشاده إلى مصلحته والرفق به ومساعدته على طلبه بما أمكن وتأليف قلب الطالب وأن يكون سمحا بتعليمه في رفق متلطفا به ومحرضة له على التعلم۔

وينبغي أن يذكر له فضيلة ذلك ليكون سببا في نشاطه وزيادة في رغبته، ويزهده في الدنيا، ويصرفه عن الركون إليها والاغترار بها

نصیحت اللہ تعالی اور اس کی کتاب کے لیے سے مراد یہ ہے کہ پڑھنے والے کی عزت کی جائے اور اس کے مصالح بتائے جائیں اور اس کے ساتھ نرمی اور شفقت برتی جائے اور ہر ممکن صورت سے علم دین کی تحصیل میں اس کی ہمنوائی کی جائے اور اس کی دلجوئی ہوتی رہے اور اس کو برابر علم پر ابھارا جائے۔ علم دین کی فضیلت بیان کی جایا کرے تاکہ اس کو اس سے دلچسپی پیدا ہوتی رہے اور وہ خوش خوش اس کو حاصل کرے اور طالب علم دین کو دنیا سے بے رغبتی پر ابھارا کرے تاکہ اس کی طرف میلان نہ ہو جائے۔

ويذكر له فضيلة الاشتغال بالقرآن وسائر العلوم الشرعية وهو طريق العارفين وعباد الله الصالحين وأن ذلك رتبة الأنبياء عليهم الصلاة والسلام

اس کے برعکس قرآن کی خدمت کی فضیلت اس کے سامنے رکھے اور تمام علوم شرعیہ کے حاصل کرنے پر زور دیتا رہے جیسا کہ صلحاء امت کا طریقہ رہا ہے کیونکہ یہی انبیاءؑ کی زندگی تھی۔

وينبغي أن يشفق على الطالب ويعتني بمصالحه كاعتنائه بمصالح ولده ومصالح نفسه ويجري المتعلم مجرى ولده في الشفقة عليه، والصبر على جفائه وسوء أدبه، ويعذره في قلة أدبه في بعض الأحيان، فإن الإنسان معرض للنقائص، لا سيما إن كان صغير السن .وينبغي أن يحب له ما يحب لنفسه من الخير، وأن يكره له ما يكره لنفسه من النقص مطلقا .فقد ثبت في الصحيحين عن رسول الله لا أنه قال(: لا يؤمن أحدكم حتى يحب لأخيه ما يحب لنفسه).

عالم پر یہ بھی ضروری ہے کہ طالب علم دین کے ساتھ وہی صورت اختیار کرے جو اپنے بچے اور اپنی ذات کے لیے پسند کی جاتی ہے اور اس پر وہی شفقت رکھے جو اپنی اولاد پر رکھتا ہے اور طالب علم کی غلطیوں اور بے ادبی پر صبر کیا جائے کیونکہ انسان کمزوریوں اور نقائص سے خالی نہیں ہے خصوصاً جب کہ وہ کم علم ہو، بھلائی جس طرح اپنے لیے محبوب رکھتا ہے طالب علم کے لیے بھی اسی طرح محبوب رکھے، اور جن چیزوں سے ان کو نفرت ہو طالب علم سے بھی اس کو دور رکھے، کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم مؤمن کامل نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تم جو اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی اپنے بھائی کے لیے پسند نہ کرو۔

وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال :

أكرم الناس علي جليسي الذي يتخطى الناس حتى يجلس إلي لو استطعت أن لا يقع الذباب على وجهه لفعل

وفي رواية إن الباب ليق عليه فيوزينك

ان روایات کی بناپر حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک لوگوں میں سب سے محترم وہ طالب علم دین ہے جو لوگوں سے گزر کر مجھ تک آتا ہے۔ اگر میں اس کی طاقت رکھتا ہوں کہ اس کے چہرے پر مکھی نہ بیٹھنے پائے کہ اس سے اس کو تکلیف ہوتی ہو تو میں ضرور ایسا کروں گا۔

وينبغي أن لا يتعاظم على المتعلمين بل يلين لهم ويتواضع معهم فقد جاء في التواضع لأحاد الناس أشياء كثيرة معروفة فكيف بهؤلاء الذين هم بمنزلة أولاده مع ما هم عليه من الاشتغال بالقرآن ومع مالهم عليه من حق الصحبة، وترددهم إليه وقد جاء عن النبي ﷺ أنه قال (ديبالن اموت ولن تموت منه وعن أبي أيوب السختياني ـ رحمه الله قال ينبغي للعالم أن يضع التراب على رأسه تواضعا لله عزوجل

ساتھ ہی معلم پر یہ بھی ضروری ہے کہ اپنی بڑائی اور عظمت کا رعب طالب علم پر نہ ڈالے بلکہ نرمی اور تواضع سے پیش آئے، تواضع جب عام لوگوں کے ساتھ کی جاتی ہے تو جو شخص قرآن مجید کی تحصیل میں لگا ہوا ہے وہ اس سے بدرجہا تواضع کا مستحق ہے، جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تعلیم دینے اور حاصل کرنے میں نرمی اختیار کرو۔

حضرت ابوایوب سختیانی فرماتے ہیں کہ عالم کے لیے زیبا ہے کہ اپنے سر پر مٹی ڈالے اللہ تعالیٰ سے تواضع کی خاطر۔

(التبیان فی آداب حملۃ القرآن، الباب فی ادب المتعلم القرآن، فصل فی اخلاص النصیحۃ لہ، ص:39،40)

توجہ فرمائیں

Respected Members,

Assalamu'alaikum,

Anjuman Khuddam ul Quran Sindh, Karachi or any of its associated personnel never calls its members to ask for financial help for AKQS or for some individuals.

If you receive any call or message seeking such help, please do not help them. Instead, inform us on the following contacts so that necessary action can be taken to prevent it.

معزز اراکین انجمن

السلام علیکم

انجمن خدام القرآن یا اس سے وابستہ افراد کی جانب سے کبھی بھی اراکین انجمن کو انجمن یا دیگر اشخاص کی مالی امداد کے لیے فون نہیں کیا جاتا ہے۔

اگر آپ کو کبھی اس قسم کی امداد کے لیے فون یا کوئی پیغام موصول تو ہرگز امداد نہ کریں، بلکہ فوری طور ہمیں درج ذیل رابطوں پر اس ضمن میں مطلع فرمائیں، تاکہ اس کی روک تھام کے لیے ضروری اقدامات کیے جاسکیں۔

Address: B-375, First Floor, Allama Shabbir Ahmed Usmani Road, Block 6, Gulshan-e-Iqbal, Karachi.
Mobile: +92-336-4993434, +92-333-3313221
Landline: +92-21-34993436-37
WhatsApp: +92-333-4993437, +92-336-4993434
Email: accounts@quranacademy.com, info@quranacademy.com

انجمن خدّام القرآن سندھ کراچی کے تحت
تدریسی سرگرمیاں

قرآن اکیڈمی ڈیفنس

قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں الحمدللہ رجوع الی القرآن کورس کا آغاز ہوا۔ 70 طلبہ اور 42 طالبات کورس میں شریک ہیں۔ تقریباً 60 طلبہ و طالبات آن لائن اس کورس میں شریک ہیں۔ ان شاءاللہ 6 جون 2022 سے بچے اور بچیوں کے علیحدہ علیحدہ گروپس سمر اسلامک کیمپ کا انعقاد کیا جارہا ہے۔ جس کے اوقات کار 6 تا 11 سال کے بچے اور بچیوں کے لیے دوپہر 2 تا 3 بجے، 12 تا 19 سال کے طلبہ و طالبات کے لیے 3:15 تا 4:30 بجے ہوں گے۔ گزشتہ ماہ مسجد میں دو تقریب نکاح منعقد ہوئیں۔ بروز اتوار 22 مئی 2022 رجوع الی القرآن کورس 2021-22 کی تقریب تقسیم اسناد کا انعقاد ہوا جس میں مہمان خصوصی صدر انجمن خدّام القرآن سندھ کراچی جناب انجینئر نعمان اختر صاحب، مدیر تعلیم انجمن خدّام القرآن سندھ جناب ڈاکٹر محمد الیاس صاحب، تنظیم اسلامی حلقہ کراچی شمالی کے امیر سید سلمان صاحب، تنظیم اسلامی حلقہ کراچی وسطی کے امیر جناب عارف جمال فیاضی صاحب اور تنظیم اسلامی کے مشیر برائے تحقیق و تجزیہ جناب سید نسیم الدین صاحب تھے۔ تقریب میں رجوع الی القرآن کورس کے طلبہ و طالبات میں اسناد و تحائف تقسیم کیے گئے۔

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد میں الحمدللہ رجوع الی القرآن کورس سال اول و دوم 2022-23 میں تدریس کا عمل جاری ہے۔ سال اول میں 60 طلبہ اور 50 طالبات جبکہ سال دوم میں 33 طلبہ اور 27 طالبات شریک ہیں۔ مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ میں تدریس کا عمل جاری ہے۔ گزشتہ ماہ 13 حفاظ کرام وفاق المدارس کے امتحان میں شریک ہوئے۔ 13 جون 2022 بروز پیر سے بچوں اور بچیوں کے لیے ''اسلامک ڈے کیمپ'' منعقد کیا جارہا ہے۔ مسجد جامع القرآن میں ''رمضان کے بعد زندگی کیسے گزاریں''، ''علم کی فضیلت و اہمیت''، ''سنت نکاح'' اور ''گناہوں کا وبال'' پر خطبات جمعہ منعقد ہوئے جبکہ 8 تقاریب نکاح کا انعقاد بھی عمل میں آیا۔

قرآن اکیڈمی کورنگی

قرآن اکیڈمی کورنگی میں رجوع الی القرآن کورس 2022-23 کا آغاز ہو چکا ہے 23 طلبہ اور 45 طالبات کورس میں شریک ہیں۔ مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ قرآن اکیڈمی کورنگی میں تدریس کا عمل الحمدللہ جاری ہے۔ شعبہ حفظ کے طلبہ کے لیے رواں ماہ پکنک کا اہتمام کیا

گیا''قصہ آدم '' کے موضوع پر خصوصی لیکچر ہوا تدریس کی سعادت جناب عامر خان صاحب نے حاصل کی۔ شعبہ خواتین کے تحت ''اللہ کی حاکمیت'' کے موضوع پر خصوصی لیکچر ہوا اسی طرح شعبہ خواتین کے تحت ''سورۃ العصر''اور ''حلال حرام'' اور ''اخلاص، خیر خواہی اور وفاداری'' کے موضوعات پر خصوصی لیکچر ہوئے۔

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر میں الحمدللہ 23 مئی 2022 سے رجوع الی القرآن کورس کا آغاز ہو گیا ہے 70 طلبہ اور 65 طالبات کورس میں شریک ہیں۔ تعارفی نشست میں مدیر ادارہ نے کورس کے شرکاء کے سامنے انجمن خدّام القرآن اور رجوع الی القرآن کورس کا تعارف پیش کیا اور انہیں ادارے میں خوش آمدید کہتے ہوئے قواعد و ضوابط سے آگاہ کیا۔ گزشتہ ماہ ''فضیلت علم'' کے موضوع پر خصوصی لیکچر ہوا جس میں تدریس کی ذمہ داری مدیر قرآن اکیڈمی لیٰسین آباد جناب سید سلیم الدین صاحب نے ادا کی۔ مقامی تنظیم کے تحت ''رمضان کے بعد زندگی کیسے گزاریں'' کے موضوع پر خطاب ہوا۔ شام کے اوقات میں مختصر دورانیہ کے کورسز کا آغاز الحمدللہ ہو گیا ہے جس میں عربی گرامر، تجوید اور دورہ ترجمہ قرآن شامل ہیں۔ مسجد میں مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ بچوں کے لیے جاری ہے جس میں 53 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد حیدرآباد میں الحمدللہ 23 مئی 2022 سے رجوع الی القرآن کورس سال اول کا آغاز ہو چکا ہے۔ مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ کے تحت صبح 8 تا 12 بجے اور ظہر تا عصر بچوں کے لیے ناظرہ و قاعدہ قرآن اور آداب زندگی کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔ مغرب تا عشاء بالغان کے لیے ناظرہ قرآن کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ان شاءاللہ مستقبل میں جو کورسز شروع کیے جا رہے ہیں ان میں ''مطالعہ قرآن حکیم برائے طلبہ و طالبات'' اور بچوں اور بچیوں کے لیے The Ilm Foundation کا مرتب کردہ نصاب مطالعہ قرآن حکیم ہفتہ میں ایک دن بروز اتوار 11 تا 1 بجے۔ اسکول و کالج کے طلبہ کے لیے جون جولائی میں دن 10 تا 1 بجے Summer Course جبکہ طالبات کے لیے 11 تا 1 بجے اہتمام ہے جس کے مضامین سیرت النبی ﷺ، سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم، بنیادی عربی گرامر، تجوید القرآن، طہارت و نماز کے بنیادی مسائل ہیں۔

قرآن مرکز لانڈھی

قرآن مرکز لانڈھی میں مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ، ناظرہ و قاعدہ میں تدریس باقاعدگی سے جاری ہے۔ شعبہ حفظ و ناظرہ میں داخلے جاری ہیں۔ درس قرآن و دیگر سرگرمیاں الحمدللہ جاری ہیں۔

گرمیوں کی چھٹیوں میں طلبہ و طالبات کے لیے بنیادی دینی تعلیم و تربیت پر مرتب کورس

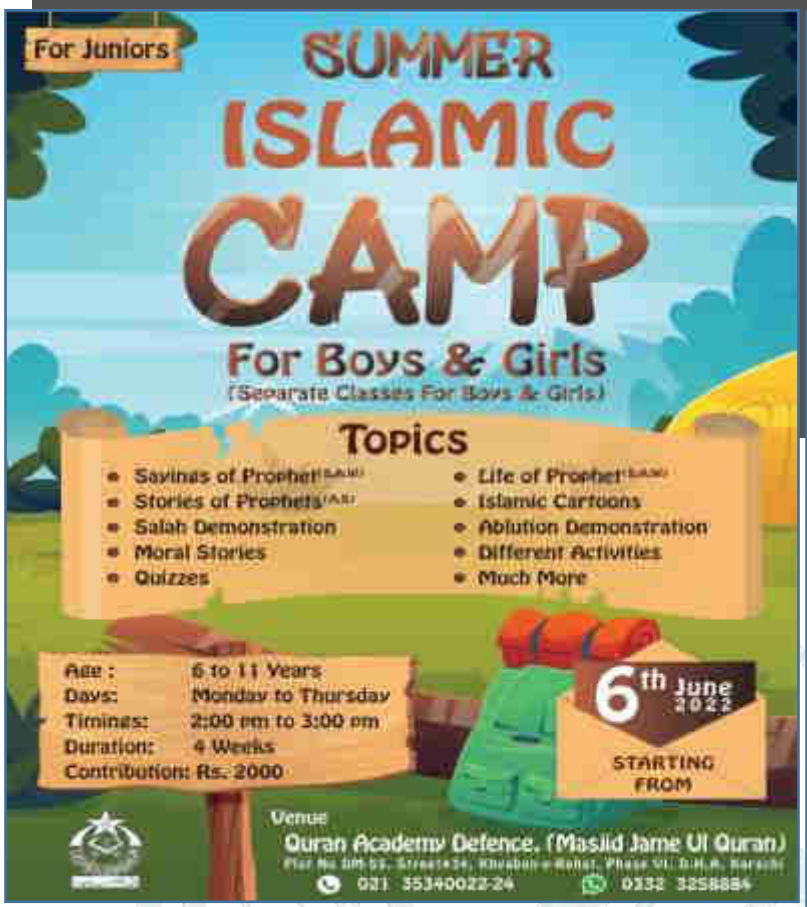

Misbah-Ul-Islam
Summer Course
No Fee
for:
Boys & Girls
Admissions Open
Duration: 6 Weeks
Days:
Mon to Thur
Timing:
10:30 am to 1 pm
Subjects:
Seerat un Nabi (saw)
Seerat e Sahaba R.A
Tajweed ul Quran
Fiqh o Ibadaat
Basic Arabic Grammar
Dua and Azkar
Commencement Date
ان شاء اللہ العزیز
Monday
13
June 2022
Quran Institute Latifabad
176-B,Block C, Near Cardio Hospital,Unit#2, Latifabad, Hyderadab.
Contact: 0345-2701363 0334-3350910 022-3407694 www.QuranAcademy.com QuranInstituteLatifabad

تربیتی نشست
حج بیت اللہ
... قدم بہ قدم
12
جون 2022
بروز اتوار
صبح 09:00 تا دن 01:00
خواتین کی شرکت کا باپردہ اہتمام ہے
تنظیم اسلامی
www.Tanzeem.org 0313-4455515 , 0331-7292223 , 021-36806561

ISLAMIC
SUMMER CAMP
FROM: 13 June 2022
Study Trip
Games
Islamic Knowledge
Salah and Purification (Demonstration)
For Class 6 to 8 Students
Days: Monday to Thursday
Timing: Morning 10am to 12:30pm
Duration: 4 Weeks only
0332-0200999 021-35074664

شعبۂ مطبوعات

کے تحت درج ذیل کتاب طبع کی گئی

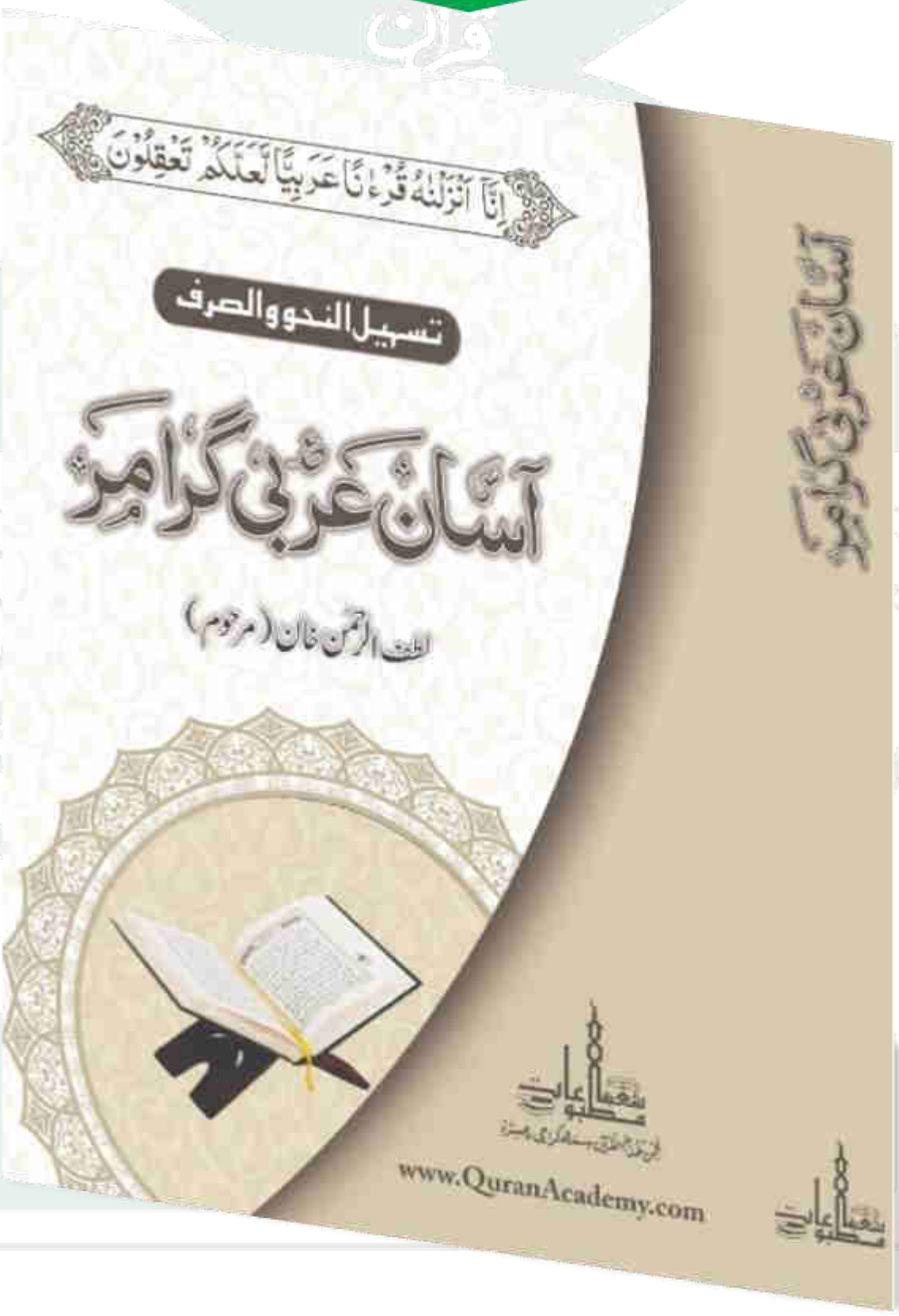

شعبۂ سمع و بصر

مطالبات قرآن:

قرآن حکیم کے منتخب نصاب پر مبنی "مطالباتِ قرآن" کے عنوان سے ***Qtv*** کے لیے قرآن اسٹوڈیو میں نگرانِ انجمن کی 35-35 منٹ پر مشتمل ویڈیو ریکارڈنگز کے سلسلہ کا آغاز کیا گیا ہے۔ ان شاءاللہ ***Qtv*** پر ہفتہ میں اس سلسلہ کے دو پروگرام نشر ہوا کریں گے۔ اب تک اس سلسلہ کے 8 پروگرام ریکارڈ ہو چکے ہیں۔

رمضان کے بعد زندگی کیسے گزاریں؟

جامع مسجد طیبہ، زمان ٹاؤن کورنگی میں منعقد ہونے والے نگرانِ انجمن کے خطابِ عام بعنوان "رمضان کے بعد زندگی کیسے گزاریں؟" کی ویڈیو ریکارڈنگ کی گئی جو کہ بعد ازاں مرکز تنظیم اسلامی کو ارسال کی گئی۔

تقریبِ تقسیمِ اسناد (رجوع الی القرآن کورس):

قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں رجوع الی القرآن کورس کی تقریبِ تقسیمِ اسناد منعقد ہوئی۔ جس میں شعبہ کی جانب سے ***SMD*** اسکرین کے انتظامات میں معاونت کی گئی۔ اس کے علاوہ 3½ گھنٹے پر مشتمل مکمل پروگرام کو ویب سائٹ اور سوشل میڈیا پیج پر براہِ راست نشر کرنے کا اہتمام کیا گیا۔

تقریبِ تقسیمِ اسناد (رجوع الی القرآن کورس)

پیغام نگرانِ انجمن برائے طلبہ رجوع الی القرآن:

قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں ہونے والی رجوع الی القرآن کورس کی تقریبِ تقسیمِ اسناد کے لیے نگرانِ انجمن کا خصوصی پیغام ریکارڈ کیا گیا جسے تقریب کے دوران دکھانے کا اہتمام کیا گیا۔

پیغام نگرانِ انجمن برائے طلبہ رجوع الی القرآن

خطباتِ جمعہ:

ماہِ مئی 2022ء میں جامع مسجد شادمان میں درجِ ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگز مرکز ارسال کی گئیں:

زندگی بھر کا روزہ: تقوی، مفہوم، تقاضے اور برکات

تسبیح و حاکمیت باری تعالیٰ کے عملی تقاضے

سیاست اور دین۔۔۔ تنظیمِ اسلامی کا موقف اور طرزِ عمل

طوقِ غلامی سے چھٹکارا حقیقی غلامی سے ہی ممکن ہے

روشنی (ریڈیو پاکستان):

ریڈیو پاکستان پر روشنی کے عنوان سے نشر ہونے والے پروگرام کے لیے امیرِ محترم جناب شجاع الدین شیخ صاحب کے 2 لیکچرز ریکارڈ کر کے ان کی آڈیو ریکارڈنگ ریڈیو پاکستان کو فراہم کی گئیں۔

اغراض و مقاصد انجمن خدام القرآن، سندھ، کراچی

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے قیام کا مقصد و منبع ایمان اور سرچشمہ یقین قرآنِ حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر و اشاعت ہے۔ تاکہ اُمت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے اور اس طرح اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہو سکے۔

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے اغراض و مقاصد:

☆ عربی زبان کی تعلیم و ترویج؛

☆ قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق؛

☆ علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت؛

☆ ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلّم و تعلیمِ قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں اور

☆ ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔

☆ ☆ ☆

مرکزی دفتر انجمن خدام القرآن B-375 علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6 گلشن اقبال، کراچی۔ فون نمبر 021-34993436-7